Chapter 4 سورة النّساء Woman

آیات 176

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①

1-اے نوعِ انسان! خوفناک نتائج سے بچنے کے لئے اپنے نشو و نما دینے والے کے احکام و قوانین کو اختیار کیے رکھو (کیونکہ اگر تم غور کرو تو اس کی دلیل کے جو حقائق تمہارے سامنے آئیں گے وہ یوں ہیں کہ) اس نے تمہاری تخلیق کی ابتداء ایک ہی طرح کے نفس سے کی جس سے (نر و مادہ کی تقسیم) جوڑے کی صورت میں وجود میں آئی جس سے مردوں اور عورتوں پر مشتمل کثیر آبادی پھیل گئی۔ چنانچہ اب اگر تم تباہ کن نتائج سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ کے نازل کردہ ضابطے کے مطابق زندگی بسر کرو (کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تمہارے لئے کونسے احکام و قوانین بہتر ہیں اور کون سے بہتر نہیں ہیں)۔ اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے ضابطوں کی وجہ سے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے تم آپس میں ایک دوسرے کے تعاون کے محتاج ہو۔ اور (اللہ کے ضابطہء حیات کے قائم کرنے کی ابتداء) اپنے خاندانی رشتے استوار کرنے سے کرو (کیونکہ اگر تم یوں طریقوں اور سلیقوں سے آگے بڑھو گے تو) اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ ہر طرح سے تمہاری نگرانی اور نگہبانی کرتا رہے گا۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ②

2-اور (اس ضابطہء زندگی کی رُو سے تمہارے اپنے بچوں اور یتیموں میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ ان کے مفادات اور حقوق کی بھی اسی طرح نگہداشت کرو۔ چنانچہ) یتیموں کو ان کا مال و اسباب (بڑی احتیاط سے سنبھال کر انہیں) واپس کر دو۔ ایسا نہ کرو کہ ان کی اچھی اچھی چیزیں اپنی نکمی چیزوں سے بدل لو۔ (ان کا مال الگ رکھو اپنا الگ)۔ اور نہ ہی ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر کھایا کرو کیونکہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے (یعنی یتیم کے مال کو کسی بہانے سے بھی خرد برد نہ کرو)۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿٣﴾

3-اور (یتیموں کا مسئلہ ان کے مال واسباب کی حفاظت ہی سے طے نہیں ہو جاتا۔ بات اس سے آگے بھی چلتی ہے کہ اگر کبھی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ یتیم عورتیں جن کی سر پرستی کے حوالے سے تمہارا کوئی تعلق ہے) اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے (یعنی ان کا مال تم سے خُرد بُرد ہو جائیگا یا سر پرستی کے حوالے سے ان کے تعین شدہ حقوق پورے نہ کر سکو گے تو بجائے ان کو بے نکاح یتیم کی حیثیت سے رکھنے کے تم) ان میں سے حسبِ پسند (حالات کے مطابق) دو، تین یا چار سے نکاح کر لو (شرط یہ ہے کہ اگر خود انہیں اس نکاح پر اعتراض نہ ہو تو 4/19' تا کہ تم ان کے مال طریقے کے مطابق استعمال کر سکو اور بجائے یتیم کی سر پرستانہ حیثیت کے اس کی حیثیت ایک بیوی کی ہو جائے)۔ اور پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو)۔ یا (ایسے حالات بھی ہو سکتے ہیں کہ عورتیں یتیم نہ ہوں مگر) ان پر تمہیں اختیار حاصل ہو جائے (تو تم ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح کرنا چاہو تو ان کی مرضی سے نکاح کر سکتے ہو لیکن فحش کی قطعی اجازت نہیں 4/15 اور نہ ہی زنا کی اجازت ہے، 24/2۔ مگر نیت پھر بھی اس کا مال ہڑپ کرنا یا زیادتی کرنا نہ ہو بلکہ اللہ کے احکام کو پورا کرنا ہو) کیونکہ یہ طریقہ اس سے قریب تر ہے کہ تم سے بے انصافی و زیادتی نہ ہو۔

(**نـــــوٹ:** یہ آیت 4/3 ایک سے زائد اور زیادہ سے زیادہ چار عورتوں کے ساتھ اُن کی مرضی سے صرف اُس وقت نکاح کی اجازت دیتی ہے جب معاشرتی حالات غیر معمولی ہوں اور کسی پر یتیم و بے سہارا عورتوں کی کفالت و سر پرستی آن پڑے۔ ایسے غیر معمولی حالات جنگ، قحط، زلزلے وبا یا کسی بھی وجہ سے مردوں کے بہت کم ہو جانے اور عورتوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہو سکتے ہیں جس میں کہ وہ بے یارو مددگار اور بے سہارا ہو کر رہ جائیں۔ لیکن بہر حال، آیت 4/24 کے مطابق کسی مرد کو صرف جنسی ہوس پوری کرنے کے لئے دوسری بیوی یا بیویاں کرنے کی اجازت نہیں ہے)۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـــًٔا مَّرِيْٓـــــًٔا ﴿٤﴾

4-اور اپنی بیویوں کا مہر کسی معاوضہ کا خیال کیے بغیر اس طرح دے دیا کرو جس طرح شہد کی مکھی شہد دے دیتی ہے (اس میں کسی قیمت یا بدل کا خیال تک بھی نہیں آتا۔ اس لئے کہ مہر تو ایک شیریں تحفہ ہے نہ کہ کسی چیز کا بدلہ)۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے کچھ چھوڑ دیں تو اسے بلا تامل اپنے تصرف میں لا سکتے ہو۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿٥﴾

5-اور (یاد رکھو! مال و دولت ایک فرد، خاندان یا قوم کی معاشی قوت کی بنیاد ہوتے ہیں۔ اس لئے) اپنے (یا یتیموں) کے مال کو ایسے لوگوں کے حوالے نہ کرو جو نادان و بیوقوف ہوں کیونکہ اللہ نے اسے تمہارے قائم رہنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور (جہاں تک یتیموں کا تعلق ہے تو تم) انہیں زندگی کی نشو ونما کا سامان دیتے رہو (یعنی ان کی ضروریاتِ زندگی پوری کرتے رہو) اور ان کے ساتھ جب گفتگو کرو تو کلام کا وہ طریقہ اختیار کرو جو قانون و قاعدے کے مطابق ہو (یعنی ان کے ساتھ بُرے یا حقارت والے یا طعنوں والے الفاظ و انداز مت اختیار کرو)۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا ~~فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ~~ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۶

6-اور یتیموں کی (صحیح تربیت کرو اور ان کی) جانچ پڑتال کرتے رہو (تاکہ یہ پتہ چلتا رہے کہ ان کی صلاحیتوں کی کس حد تک نشو ونما ہوئی ہے) حتیٰ کہ وہ نکاح کی عمر تک پہنچ جائیں۔ پھر اگر ان میں عقل کی پختگی نظر آئے تو ان کا مال انہیں واپس دے دو۔ ایسا کبھی نہ کرنا کہ (حدِ انصاف سے تجاوز کرکے) اس خوف سے ان کے مال جلدی جلدی کھا جاؤ کہ وہ بڑے ہو کر اپنے حق کا مطالبہ کریں گے۔ اور (اگر یتیم کا سرپرست) دولتمند ہو تو (اسے اپنی خدمت کا معاوضہ یتیم کے مال سے نہیں لینا چاہیے بلکہ اسے اس سے) بچنا چاہیے۔ لیکن اگر (اس کا سرپرست) فقیر یعنی حقیقی ضرورت مند ہو (تو وہ اس سلسلے میں) تعین شدہ طریقہ کار کے مطابق (جو انصاف پر مبنی ہو اپنی خدمت کا) معاوضہ حاصل کرسکتا ہے۔ پھر جب تم ان کے مال ان کے سپرد کرنے لگو تو اس پر لوگوں کو گواہ بنا لو۔ (اور ان کے مال و جائیداد کا حساب کرتے وقت اس سچائی کو نگاہ میں رکھو کہ یہ حساب تم اللہ کو دے رہے ہو کیونکہ) اللہ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝۷

7-(ضابطہء وراثت کے سلسلے میں ان قوانین سے آگاہ رہو کہ) مردوں کے لئے حصہ ہے اس مال میں جو ان کے والدین یا دوسرے قریبی رشتے دار چھوڑ کر مریں۔ اسی طرح عورتوں کے لئے اس مال میں سے حصہ ہے جو ان کے والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ کر مریں۔ خواہ وہ تھوڑا سا مال ہو یا زیادہ، بہرحال، حصہ مقرر ہے۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸

8-اور اگر تقسیم (وراثت) کے وقت ایسے رشتہ دار بھی موجود ہوں (جن کا وراثت میں حصہ نہ ہو) اور یتیم اور ایسے لوگ

جن کے ذرائع آمدنی ساکن ہو چکے ہوں، بھی موجود ہوں تو اس میں سے کچھ انہیں بھی دے دو۔ اور ان کے ساتھ جو گفتگو کرو تو کلام کا وہ طریقہ اختیار کرو جو قانون وقاعدے کے مطابق ہو (یعنی انہیں جو کچھ دو تو اس کے بدلے میں انہیں مت ذلیل کرو)۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ⑨

9-(مرنے والے کے چھوڑے ہوئے مال واسباب یعنی ترکہ کی تقسیم کرنے والے اس احساس کو دل میں رکھیں) اور لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے ناتواں اولاد چھوڑ جاتے (تو وہ کبھی نہ چاہتے کہ ان کے ساتھ بے انصافی ہو۔ اور وہ) ان بچوں کے حال پر خوف زدہ ہوتے۔ لہٰذا، انہیں اللہ کی گرفت سے ڈرنا چاہیے۔ اور (ان معاملات میں ایسی) بات کرنی چاہیے جو بالکل صاف، سیدھی اور پکی ہو۔

ع 1 10 12 اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ⑩ع

10-(یاد رکھو کہ) اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ جو لوگ یتیموں کا مال ہڑپ کرتے ہیں تو وہ ظلم کرتے ہیں اور وہ اپنے باطنوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ وقت دُور نہیں جب وہ دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَھَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِھَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّھُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⑪

11-(اس اصولی تمہید کے بعد قانونِ وراثت اس طرح ہے کہ) اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے (یعنی لڑکی کے لئے 1/3 اور لڑکے کے لئے 2/3 حصہ ہے)۔ پھر اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں دو سے زائد تو ترکہ 2/3 حصہ ہے اور اگر وہ اکیلی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے (یعنی 1/2 حصہ ہے)۔ اور مورث (یعنی مرنے والا جس کی وراثت تقسیم ہونی ہو تو اس) کے ماں باپ کے لئے ان دونوں میں سے (یعنی ماں کے لئے اور باپ کے لئے) ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا (یعنی 1/6 حصہ ملے گا) بشرطیکہ مورث (یعنی مرنے والے) کی کوئی اولاد ہو۔ لیکن اگر اس مرنے والے کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف اس کے ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کے لئے تہائی (یعنی 1/3) ہے (اور باپ کا 2/3 حصہ ہے)، اور اگر مرنے والے کے بھائی بہن ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے (یعنی 1/6 حصہ ہے) یاد رکھو! یہ تقسیم مرنے والے کی وصیت پوری کر

دینے اور قرضہ چکا دینے کے بعد ہوگی۔ اس لئے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ یا تمہاری اولاد میں پہلے کونسا رشتہ نفع رسانی کے لحاظ سے تم سے قریب تر ہے۔ اسی وجہ سے یہ حصے اللہ نے خود مقرر کر دیے ہیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ لامحدود علم والا ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق فیصلے کرنے والا ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ ﴿١٢﴾

12-اور (نکاح شدہ رشتوں یعنی میاں بیوی کے سلسلے میں قانونِ وراثت اس طرح ہے کہ) جو کچھ تمہاری بیویاں چھوڑ مریں اس میں سے تمہارا حصہ نصف یعنی 1/2 ہے بشرطیکہ ان کے کوئی اولاد نہ ہو، لیکن اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں تمہارا حصہ چوتھا یعنی 1/4 حصہ ہے۔ یہ بھی اس وصیت (کے پورا کرنے) کے بعد جو انہوں نے کی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد ہوگی۔ اور تمہاری بیویوں کا تمہارے چھوڑے ہوئے (مال) میں سے چوتھا حصہ ہے بشرطیکہ تمہاری اولاد نہ ہو۔ اور اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکہ میں سے ان کا (یعنی تمہاری بیویوں کا) حصہ آٹھواں یعنی 1/8 ہے۔ (یہ تقسیم بھی) تمہاری وصیت پوری کرنے یا قرضہ ادا کرنے کے بعد ہوگی۔ (یاد رکھو! کہ بے اولاد مرنے والے کے لئے قانونِ وراثت اس طرح ہے): اگر میراث ایسے مرد یا عورت کی ہے جو کلالہ ہے اور اس کا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا یعنی 1/6 حصہ ہے۔ لیکن اگر وہ ایک سے زیادہ ہیں تو سب ایک تہائی یعنی 1/3 میں شریک ہوں گے، (یہ تقسیم) اس وصیت کے بعد جس کی وصیت کی جائے یا اس قرض کے ادا کرنے کے بعد ہوگی (بشرطیکہ کی جانے والی وصیت کسی کو) نقصان پہنچانے کے لئے نہ ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے وراثت کے طے شدہ حصے اور قوانین ہیں، کیونکہ اللہ سب کچھ جاننے والا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر گرفت نہ کر کے سنورنے کے لئے مہلت فراہم کرنے والا ہے۔

(**نوٹ**: کللۃ کا مادہ (ک ل ل) ہے۔ قرآن میں احکام وراثت کے ضمن میں کلالہ کا ذکر آیت 4/12 اور آیت 4/176 میں آیا ہے۔ کلالہ ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور دوسرے یہ کہ اس کا بھائی یا بہن نہ ہو۔ والدین کے ہونے یا نہ ہونے کی کوئی شرط نہیں۔ اگر اس کے ماں باپ ہوں گے تو آیت 4/12 کے مطابق ترکہ کی تقسیم اور طرح ہوگی اور اگر وہ نہ ہوں گے تو آیت 4/176 کے مطابق تقسیم اور طرح ہوگی۔ بہر حال کل، کلال اور کلالہ کے الفاظ (ک ل ل) کے

مادہ سے ہی نکلے ہیں۔ ویسے کلالہ کا مطلب ہے عاجز آ جانا۔ تھک جانا۔ مگر کُل کے معنی ہیں سب یا سارے)۔

تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ‌ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ‏ ﴿۱۳﴾

13- یہ ہیں اللہ کی (طے شدہ) حدود۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے (یعنی اللہ کے وراثت کے سلسلے میں یہ مقرر کردہ حصے جنہیں رسولؐ نے نافذ کیا اُنہیں اِسی طرح حقداروں میں تقسیم کرتے رہیں گے تو) پھر وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کردے گا جن کے نیچے شفاف پانیوں کی ندیاں رواں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ ان کے لئے عظمت یافتہ کامرانی ہوگی۔

ع 2 4 13 وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا فِيۡهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۴﴾

14- مگر جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا (یعنی جو لوگ اللہ کے وراثت کے سلسلے میں طے شدہ حصے جنہیں رسول نے نافذ کیا، حقداروں میں تقسیم نہیں کریں گے) اور اس کی طے شدہ حدوں کو توڑیں گے تو انہیں وہ (دوزخ) کی آگ میں داخل کردے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لئے عذابِ مھین ہے یعنی ذلت و رسوائی پیدا کرنے والا عذاب ہے۔

وَالّٰتِىۡ يَاۡتِيۡنَ الۡفَاحِشَةَ مِنۡ نِّسَآئِكُمۡ فَاسۡتَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِنَّ اَرۡبَعَةً مِّنۡكُمۡ‌ۚ فَاِنۡ شَهِدُوۡا فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ فِى الۡبُيُوۡتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰٮهُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ يَجۡعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيۡلًا ﴿۱۵﴾

15- اور (مال کی حفاظت اور وراثت کی تقسیم کے قوانین کے بعد انسانی عصمت کے ضابطوں میں فواحش مرکزی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ وہ آگے چل کر زنا، ہم جنسی اور دیگر جنسی برائیوں اور بیماریوں تک لے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ ضابطے اور اصول اس طرح ہیں کہ) تمہاری عورتوں میں سے جو فحش کا ارتکاب کریں تو ان پر اپنوں سے چار گواہ طلب کرو۔ پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو بیوت میں ساکن رکھو یہاں تک کہ موت ان کی زندگی کا عرصہ پورا کردے یا اللہ ان کے لئے کوئی راہ پیدا کردے۔

(**نوٹ:** الفاحشة۔ فحش کے بارے میں یہ اصطلاح انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ فحش ایک ایسی اصطلاح ہے جس کے مطالب عمومی طور پر نہایت مبہم سامنے لائے گئے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جو جس کی عقل میں آتا ہے وہ اس کے مطابق انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں یا ان کے اظہار کو فحش قرار دے کر لوگوں کو سزا کا مستحق قرار دے دیتا ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ معاشرتی اور انسانی زندگی میں بذات خود افراد کے آپس میں تعلقات اور عورتوں مردوں کے آپس کے میل جول میں جنسی قدریں ہی احترام، وقار، وفا اور محبت جیسے جذبوں کی مسرتوں کی وسعتوں کی بنیاد مہیا کرتی ہیں اور اسی سے ادب۔ آرٹ۔ شاعری۔ سائنسی تخلیقات کے استعمال

کی نوعیت اور انسانی مسرتوں کی آزادی کے پہلوؤں کا تعین ہوتا ہے۔ بہر حال، مفسرین کے ایک غالب گروہ نے فحش کا براہ راست مطلب صرف اور صرف زنا لیا ہے اور وہ اسلامی ریاست کی تشکیل اسی بناء پر کرنا چاہتے ہیں۔ البتہ ناقدین کا وہ گروہ جو ان سے اختلاف کرتا ہے ان کی رائے ہے کہ ایسے مفسرین کا نکتہ نظر ان کے اپنے ذہن کی عکاسی ہے جو قطعئی طور پر قرآن کے خلاف ہے کیونکہ فحش کا مطلب زنا نہیں ہے۔ بہر حال، الفاحشۃ کا مادہ (ف۔ح۔ش) ہے۔ اور اس کا بنیادی مطلب ہے ”حد سے بڑھ جانا“ اگر اس کا مطلب انسانی جنسی قدروں کے لحاظ سے لیا جائے تو فحش کا مطلب ہے ”طے شدہ جنسی قدروں کی حد سے بڑھ جانا یا تجاوز کر جانا“ اور گفتگو کے حوالے سے اس کا مطلب ہے ”گفتگو میں آداب واحترام کے حدود پھاند جانا“۔ اس لحاظ سے زندگی کے کسی بھی پہلو میں اگر نازل کردہ طے شدہ حدود سے بُرے مقاصد کے لئے یعنی اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کے لئے تجاوز کیا جائے تو وہ فحش کے زمرے میں شمار ہوگا جیسے کہ آیت 4/22 میں ان عورتوں سے نکاح کرنا جن سے تمہارے باپ دادا کر چکے ہوں کو فحش قرار دیا گیا ہے اور آیت 7/80 میں ہم جنسیت کو فحش قرار دیا گیا ہے۔ ایسے ہی آیت 17/32 میں زنا کو فحش کہا گیا ہے یعنی زنا کا شمار فحش میں ہوتا ہے۔ مگر ان آیات میں فحش کو زنا نہیں کہا گیا یعنی فحش کا شمار زنا میں نہیں ہوتا، جیسا کہ ہر طرح کی شراب ایک Liquid یعنی بہنے والی شے یعنی مائع ہے مگر ہر مائع یعنی Liquid شراب نہیں ہے۔ لہٰذا، فحش کا براہِ راست مطلب قطعئی طور پر زنا نہیں ہے اسی لئے آیت 24/2 جو زانی، زانیہ اور زنا کے بارے میں سزا کے متعلق آگاہی فراہم کرتی ہے ان میں قطعئی طور پر فحش کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زنا اور فحش ایک ہی جرم یا ایک ہی بات نہیں ہے۔

لہٰذا، آیات 4/15,16 کی آگاہی ان حرکات وسکنات ومقاصد کے بارے میں ہے جو جنسی قدروں کو توڑتے ہوئے زنا تک یا ہم جنسیت تک لے جانے والی ہوں مگر زنا نہ ہوں، اسے ثابت کرنے کے لئے چار گواہیوں کا حکم ہے۔ اسی طرح 24/2 کے مطابق تہمت کو ثابت کرنے کے لئے چار گواہوں کا حکم ہے۔ فحش، زنا اور تہمت اپنے اپنے مطالب رکھتے ہیں۔ چنانچہ 4/15 میں فحش کے لئے چار گواہوں سے ثابت کرنے کا حکم ہے اور 24/4 میں تہمت کو ثابت کرنے کے لئے چار گواہیوں کا حکم ہے مگر 24/2 میں زانی اور زانیہ کو سو کوڑوں کی سزا کا حکم ہے لیکن زنا کو ثابت کرنے کے لئے چار گواہیوں کا حکم نہیں ہے یعنی جو گواہی بھی زنا کو ثابت کرنے کے لئے بے خطا فیصلے تک لے جائے وہ درست ہے۔ فحش اور تہمت میں کیونکہ چار گواہ میسر آسکتے ہیں اس لئے ان کو ثابت کرنے کے لئے چار گواہیوں کا حکم ہے۔ اس سلسلے میں جہاں گواہوں کا حکم ہے وہاں اس بات کو خاص نہیں کیا گیا کہ وہ صرف مرد ہوں بلکہ چار گواہ ہونے چاہئیں یعنی وہ مرد بھی ہو سکتے ہیں اور عورتیں بھی یا مرد اور عورتیں دونوں ہو سکتے ہیں۔

بہر حال، فحش کے سلسلے میں 4/15 اور 4/16 نہایت واضح آگاہی فراہم کرتی ہیں۔ آیت 4/15 میں ہے کہ تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں فحش میں ملوث ہوں۔ اگر 2/232 کے مطابق لفظ نساء کا مطلب لیا جائے تو یہاں نسآئِکُم کا مطلب بھی بیویاں ہی بنتا ہے یعنی اہلِ ایمان کی وہ بیویاں جو فحش میں ملوث ہوں۔ اگر اس کا مطلب عام عورت لیا جائے تو وہ بھی درست

معلوم ہوتا ہے۔ اس آیت 4/15 میں ''مسکوھن فی البیوت'' کے الفاظ بہت تحقیق طلب ہیں۔ مسکوھن کا مادہ (س۔ک۔ن) ہے۔ اسی سے سکون، ساکن وغیرہ کے الفاظ نکلے ہیں۔ اس کا بنیادی مطلب ہے ''حرکت کے بعد ٹھہر جانا'' چنانچہ فحش کے حوالے سے مسکوھن کا مطلب ہوگا کہ جس عورت پر فحش ثابت ہو تو اس کی آئندہ کے لئے فحش سے متعلق تمام حرکت وسکنات کو روک دیا جائے اور اس کا طریقہ یہ بتلایا گیا ہے کہ ''فی البیوت'' یعنی انہیں گھروں میں ٹھہرایا جائے۔ لیکن یہاں بیوت سے مراد صرف وہ گھر نہیں جہاں وہ رہتی ہوں کیونکہ جس عورت پر فحش کا الزام ثابت ہوتا ہے اگر وہ الزام اس کے افرادِ خانہ سے ہی منسلک ہو تو پھر اس عورت کو کس گھر میں ٹھہرایا جائے گا؟ لہٰذا، اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی عورت کو اس ماحول سے علیحدہ کر دیا جائے جس کی وجہ سے وہ فحش زدہ ہو یا اس کے لئے باعثِ فحش ہو اور مرتے دم تک اسے اس مقام یا ماحول میں نہ جانے دیا جائے جو فحش کا باعث بننے والا ہو۔ اسی سلسلے میں آیت کا اگلا حصہ مزید آگاہی فراہم کرتا ہے کہ ''یا اللہ اس کے لئے کوئی سبیل یعنی راہ یعنی طور طریقہ کر دے'' اللہ کی سبیل سے مراد اللہ کے احکام وقوانین اور قدروں کی آگاہی اور ان کو اختیار کرنا ہے۔ یعنی اس عورت کو ایسے گھر میں یا تعلیم وتربیت گاہ کے ماحول میں رکھا جائے جہاں وہ اللہ کے بتلائے گئے طور طریقوں کی آگاہی حاصل کر کے محترم ہو سکے اور پھر اللہ اس کے لئے شادی ونکاح کی راہ پیدا کر دے۔ فحش کے معاملات کو طے کرنے کے لئے اگلی آیت 4/16 فیصلہ کرنے والوں کو مزید اختیارات فراہم کرنے کی آگاہی دیتی ہے جو یوں ہے کہ ''اور تم میں سے جو بھی کوئی (فحش) کا ارتکاب کریں تو ان دونوں کو تکلیف پہنچاؤ (یعنی مناسب سزا دو) پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو انہیں سزا دینے سے گریز کرو کیونکہ یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔ اور آیت 4/17 کے مطابق توبہ ایسے لوگوں کے لئے ہے جو نادانی سے ایسی بُرائی کر بیٹھتے ہیں۔

بہرحال، آیات 4/15 اور 4/16 کے مطابق فحش میں ملوث عورت ہو یا مرد، انہیں ایسی سزا نہیں دی جا سکتی جس سے ان کی موت واقع ہو جائے۔ نہ ہی انہیں ایسی سزا دی جا سکتی ہے جس سے وہ معذور یا اپاہج ہو جائیں اور اسی طرح 4/15 اور 4/16 کے مطابق نہ ہی کوئی ایسی سازش کی جا سکتی ہے جس سے انہیں مار دیا جائے یا اپاہج کر دیا جائے یا وہ خودکشی کر لیں۔ جو ان کے لئے ایسا کریں گے وہ خود اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہوں گے اور ان جرائم کے مرتکب ہو رہے ہوں گے۔ 4/15 کے مطابق قطعئی طور پر ایسا نہیں ہے کہ فحش میں ملوث عورت کو گھر میں بند کر کے مار دیا جائے یا اس کا کھانا پینا بند کر دیا جائے تاکہ وہ مر جائے۔ ایسا کرنے والے خود اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کے مطابق سزا کے حق دار ہوں گے۔ فحش کا ارتکاب کرنے والے مردوں یا عورتوں کی سزا کے بارے میں آگاہی 4/15,16 میں واضح کر دی گئی ہے۔ ان آیات میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس کا مطلب قید کرنا یا بند کر رکھنا ہو جیسا کہ بعض مفسرین نے اس سلسلے میں عورتوں کی سزا کے لئے ترجمہ کر دیا ہوا ہے۔

بہرحال، یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے قوانین کو مرتب کرتے وقت قرآن کے ماہرین کی زیرِ نگرانی فحش، زنا، تہمت کے بارے میں نہایت شفاف دستور مرتب کرے اور یہ واضح کرے کہ انسانی زندگی سے منسلک کون سا ادب، موسیقی، آرٹ، سائنسی تخلیقات اور شاعری وغیرہ فحش نہیں ہے اور کون سا فحش ہے تاکہ کوئی کسی کے بارے میں خود سے یہ فیصلہ نہ کرے کیونکہ یہ

اختیار صرف مجاز عدالت کو ہے)۔

وَالَّذٰنِ يَاۡتِيٰنِهَا مِنۡكُمۡ فَاٰذُوۡهُمَا‌ ۚ فَاِنۡ تَابَا وَاَصۡلَحَا فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمَا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ۝١٦

16-اور تم میں سے جو کوئی (فحش) کے مرتکب ہوں (یعنی ان سے ایسی حرکت سرزد ہو جو انہیں طے شدہ جنسی حدوں کو توڑنے کا باعث بن سکتی ہو) تو اُن دونوں کو تکلیف پہنچاؤ (یعنی انہیں مناسب سزا دو)۔ لیکن اگر وہ اپنی حرکت سے باز آ جائیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ درست راہ پر واپس آ جانے والوں کی واپسی قبول کر لیتا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓـئِكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۝١٧

17-(لیکن اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ) اللہ نے اس توبہ کی بات صرف انہی لوگوں کے لئے کی ہے جو نادانی کی وجہ سے ایسی برُائی کر بیٹھتے ہیں مگر پھر جلد ہی اپنی اصلاح کر کے باز آ جاتے ہیں تو پھر اللہ بھی ان کی توبہ قبول کر لیتا ہے کیونکہ اللہ تو ہر بات کا مکمل علم رکھنے والا ہے اور وہ حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ‌ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ‌ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۝١٨

18- مگر توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو برُے کام کیے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو (اس وقت) وہ کہتا ہے! کہ اب میں نے توبہ کر لی ہے۔ اور (اسی طرح توبہ) ایسے لوگوں کے لئے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کیے رکھتے ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کے لئے ہم نے عذابِ الیم تیار کر رکھا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا‌ ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ‌ ۚ وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ۚ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡــًٔا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ۝١٩

19-(اب نازل کردہ ضابطے کی اگلی شق کی طرف متوجہ ہوں جس کا تعلق شادی یا عائلی زندگی سے ہے۔ اس کے لئے اصول و قوانین یوں ہیں کہ) اے اہلِ ایمان! تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن

بیٹھو (یعنی عورتوں کی مرضی کے بغیر ان سے نکاح مت کرو کیونکہ مردوں سے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ وہ بیوی کا انتخاب اپنی مرضی سے کریں، 4/3۔ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اگر وہ تمہارے نکاح میں نہ رہنا چاہیں تو انہیں اس) نیت سے روکے رکھو کہ جو مال تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ (واپس) لے جاؤ۔ البتہ اگر وہ واضح طور پر اللہ کی جانب سے طے شدہ جنسی حدوں کو توڑنے کی مرتکب ہوں (جو کہ ثابت ہو چکا ہو، 4/15 تو پھر جو مال تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ واپس لے سکتے ہو)۔ اور ان کے ساتھ (یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ) قانون وقاعدے کے مطابق محترم رویے اختیار کرو۔ پھر اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو (تو یونہی بے قابو ہو کر جھٹ سے قطع تعلق پر آمادہ نہ ہو جاؤ۔ تحمل اور برداشت سے کام لو) ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں (بظاہر) ناپسند ہو اور اللہ نے اس میں (تمہارے لئے) بہت سی خوشگواریاں رکھ دی ہوں (اس لئے ترکِ تعلقات کے فیصلوں میں جلد بازی سے کام نہ لو)۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ⑳

20-اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی لے آنے کا ارادہ کر لو (یعنی قرآن کی شرائط کے مطابق اگر میاں بیوی میں علیحدگی مکمل ہو چکی ہے اور میاں دوسری بیوی لانا چاہتا ہے تو) پھر خواہ تم نے اسے خزانہ ہی کیوں نہ دے رکھا ہو تب بھی اس میں سے کچھ واپس مت لو۔ (اس لئے کہ) کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح گناہ کر کے واپس لو گے؟

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ㉑

21-اور (یہ بھی سوچو کہ آخر) تم اسے کس طرح واپس لے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہو۔ اور (تمہاری بیویاں نکاح کے وقت) تم سے (اپنے حقوق کے تحفظ کا) پختہ عہد بھی لے چکی ہیں (لہٰذا تمہارے لئے اس معاہدہ کا احترام ضروری ہے)۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ع ㉒ 3 ع 8 14

22-اور (شادی کے لئے اصول وقانون یہ ہے کہ) جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو۔ (یہ ضابطہ نازل ہونے) سے پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا۔ دراصل یہ جنسی قدروں کو تباہ کر دینے والا فعل ہے اور ناپسندیدہ ہے اور بہت بُری راہ ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ

بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؗ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۙ﴿۲۳﴾

23-(علاوہ ازیں تم پر حسب ذیل رشتوں کی عورتیں بھی نکاح کے لئے حرام قرار دے دی گئی ہیں۔ یعنی) تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ میں شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں (یہ سب) حرام کر دی گئی ہیں۔ اور تمہاری بیویوں کی (سابقہ شوہر سے) لڑکیاں جو تمہاری حفاظت میں پرورش پاتی ہیں (وہ بمنزلہ تمہاری اولاد ہیں۔ اس میں شرط یہ ہے کہ اگر ان بیویوں سے) تم صحبت کر چکے ہو (تو وہ تم پر حرام ہیں) لیکن اگر تم نے ان (بیویوں) سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر (ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی حرج نہیں۔ اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں (بھی تم پر حرام ہیں) جو تمہاری پشت سے ہیں۔ اور یہ (بھی حرام ہے) کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ (نکاح میں) جمع کرو سوائے اس کے جو (یہ ضابطہ نازل ہونے سے) پہلے ہو چکا سو ہو چکا (اب ان کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرنا) کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ گناہوں کے اثرات ختم کر کے حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

الجزء 5

24-اور شوہر والی عورتیں (بھی تم پر حرام ہیں) سوائے ان عورتوں کے جو (اگرچہ کسی کے نکاح میں تھیں لیکن کسی وجہ سے بے شوہر ہو گئیں اور ان کی اپنے شوہروں کے پاس واپسی بھی ناممکن ہو گئی اور وہ) تمہارے اختیار کے تحت آ گئیں (تاکہ تم ان کی سرپرستی کرو اور اگر تم خواہشمند ہو بشرطیکہ 4/19 کے مطابق وہ بھی رضامند ہو تو تم 4/3 کے مطابق انہیں نکاح کی پیش کش کر سکتے ہو۔ یاد رکھو! کہ انہیں لونڈی یا کنیز نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ فحش اور زنا ہر حال میں جرم و گناہ قرار دے دیا گیا ہے، 4/15، 24/2 اور نہ ہی کسی سے نکاح شہوت رانی کے لئے کرنے کی اجازت ہے، 4/24 لہٰذا' یہ ہے اس سلسلے میں) تمہارے لئے اللہ کا ضابطۂ قانون اور ان کے سوا (جن عورتوں کا ذکر حرام ہونے کے سلسلے میں بھی کر دیا گیا ہے باقی سب عورتیں) تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں تاکہ تمہارے پاس جو مال و اسباب ہیں تم ان کے ذریعے ان سے باقاعدہ نکاح کرو (مگر یاد رکھو! کہ یہ نکاح اس لئے) نہیں کہ تم انہیں شہوت رانی کرنے کے لئے رکھو (بلکہ باقاعدہ میاں

بیوی کی حیثیت سے ذمہ داریاں اٹھانے کے لئے نکاح کرو) لہٰذا' تم میں سے جو ان سے لذت حاصل کرے تو ان کو ان کے مقرر کئے ہوئے مہر دے دے۔ البتہ اس کے (یعنی مہر کے) مقرر کر لینے کے بعد اگر تم باہمی رضا مندی سے (اس میں کمی بیشی کر لو) تو اس میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدوں کے پیش نظر فیصلے کرنے والا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ
غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ
مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٢٥ ع

ع 4 3 1

25-اور تم میں سے جو کوئی (ایسا ہو کہ اس کے پاس مال و اسباب و ذرائع کی بنیاد پر) استطاعت نہ ہو کہ وہ ایسی مومن عورتوں سے نکاح کر سکے (جو بہتر معاشرتی حالت کی مالک ہوں) تو اُن مومن عورتوں سے نکاح کر لے جو تمہارے اختیار کے تحت بالغ خادمائیں یا نوکرانیوں کے طور پر کام کر رہی ہوتی ہیں (یعنی وہ کم حیثیت والی مومن عورت سے نکاح کر لے)۔ اور (یاد رکھو کہ) اللہ تو وہ ہے جو تمہارے ایمان کو جانتا ہے (اور یہ بھی یاد رکھو کہ) تم ایک دوسرے سے ہو (یعنی انسان ہونے کے ناطے کوئی عورت حقیر نہیں ہے کہ تم اُس سے اس لئے نکاح نہ کرو کہ وہ خادمہ یا نوکرانی ہے اور اس طرح نہ ہی کوئی مرد حقیر ہے کیونکہ تم سب ایک دوسرے سے ہو) لہٰذا' اُن سے اُن کے گھر والوں کی اجازت سے نکاح کرو اور قاعدے قانون کے مطابق ان کے مہر انہیں دے دو۔ (یاد رکھو کہ بیوی کی حیثیت سے ایسی عورتیں ہونی چاہیں جو) قیدِ نکاح میں آنے والی ہوں نہ کہ مستی نکالنے والیاں ہوں اور نہ ہی چوری چھپے (دوسرے مردوں سے) آشنائیاں کرنے والی ہوں۔ چنانچہ جب وہ نکاح کے حصار میں آ جائیں اور پھر اگر وہ فحش کی مرتکب ہوں تو ان پر (یعنی خادماؤں یا نوکرانیوں پر) اس سزا کی آدھی سزا لازم ہے جو دوسری ان عورتوں کے لئے مقرر ہے (جو خادماؤں یا نوکرانیوں میں سے نہیں ہیں۔ کیونکہ خادمہ یا نوکرانی ایک مجبور مخلوق کی حیثیت سے زندگی گزارتی رہی ہوتی ہے اس لئے بیوی بننے کے بعد اسے آہستہ آہستہ اعتماد اور وقار کے آداب حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ فحش یا زنا کا گناہ کرنے سے بہتر ہے شادی کر لی جائے تا کہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے بچا جائے)۔ تم میں سے یہ (احکام ہر اُس کے لئے ہیں) جسے یہ اندیشہ ہوتا ہے (کہ اگر وہ کچھ دیر غیر شادی شدہ حالت میں رہے تو) اُس سے (جنسی) غلطیاں ولغزشیں سرزد ہو

سکتی ہیں۔ بہرحال، اگر تم (جنسی لغزشوں سے محفوظ رہنے کے لئے) ثابت قدم رہو تو یہ تمہارے ہی لئے خوشگواری و سرفرازی کا باعث ہوگا (کیونکہ فحش یا زنا کا گناہ کرنے سے بہتر ہے شادی کر لی جائے تا کہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے بچا جائے)۔ اور اللہ تو وہ ہے جو حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جاتا ہے۔

(**نوٹ:** ''ملکت ایمانکم اور فتیتکم'' ان دونوں کا مطلب کنیزیں یا لونڈیاں لیا جاتا ہے جبکہ مستند ڈکشنریاں ان کے مختلف مطالب دیتی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں: ملکت کا مادہ (م۔ل۔ک) ہے جس کا بنیادی مطلب ہے ''نکاح کرنا، قوت رکھنا۔ اختیار رکھنا وغیرہ۔ اور ایمانکم لفظ یمین سے ہے جس کا مطلب ہے دائیں ہاتھ وغیرہ۔ چنانچہ اس کا مجموعی مطلب ہے ''جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوئے'' یعنی وہ لوگ جو تمہاری ماتحتی میں کام کر رہے ہیں۔ البتہ اس بارے میں تفصیلاً بحث 70/30 میں کی گئی ہے۔ دوسرا لفظ فتیتکم ہے، اس کا مطلب بھی لونڈیاں یا کنیزیں لیا جاتا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ اس لفظ کا مادہ (ف۔ت۔ی) ہے۔ اور یہ الفتاء سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب جوانی' شباب (یعنی بلوغت کی عمر) قوت و تازگی وغیرہ ہے۔ لفظ فتوی بھی اسی سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے ''علمی قوت و تازگی کی بنیاد پر کسی معاملے کے متعلق اٹل فیصلہ دیا جائے'' قرآن کیونکہ کسی حوالے سے بھی بغیر نکاح کے جنسی تعلقات کی اجازت نہیں دیتا (24/2، 4/15) اسی لئے ان الفاظ کا مطلب کنیز یا لونڈی لینا قرآن کی مجموعی آگاہی کے مطابق نہیں ہے۔ لہٰذا، ان الفاظ کا مطلب آیات میں حکایات و روایات سے لینے کی بجائے ڈکشنریوں سے لے کر اختیار کیا گیا ہے۔ اور اگر لونڈی یا کنیز رکھنے کی سپورٹ میں کوئی حدیث ہے تو وہ ضعیف حدیث ہے اور وہ انتہائی طور پر تحقیق طلب ہے کیونکہ قرآن کسی حالت میں بھی ایک لمحے کے لئے بھی کنیز یا لونڈی رکھنے کی اجازت نہیں دیتا)۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾

26- اللہ کا ارادہ ہے کہ تمہارے لئے (حقائق و قوانین کو) کھول کر بیان کر دے۔ اور تمہاری روشن رہنمائی اُن قوانین و ضابطوں کی طرف کر دے جنہیں تم سے پہلے لوگوں نے اختیار کر رکھا تھا۔ اور تمہارے اوپر پھر سے اپنی عنایات کر دے (تا کہ تمہیں خوشگوار اطمینان کی زندگی حاصل ہو اور تم رنج و غم کی اذیتوں سے بچ سکو) کیونکہ اللہ تو وہ ہے جو لامحدود علم و حکمت کا مالک ہے۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾

27- اور اللہ کا ارادہ ہے کہ تم پر پھر سے اپنی عنایات کر دے۔ مگر وہ لوگ جو غیر اخلاقی خواہشات کی پیروی کرتے جا رہے ہیں ان کا ارادہ ہے کہ تم (راہِ ہدایت) سے بھٹک کر بہت دُور جا پڑو۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝٢٨

28-اور اللہ کا ارادہ ہے کہ تم سے (بے جا پابندیوں کے بوجھ) ہلکے کر دیے جائیں کیونکہ انسان کمزور تخلیق کیا گیا ہے (اس لئے انسان کو ایسی تمام رسوم و رواج اور پابندیاں ختم کر دینی چاہییں جو اسے بوجھل بنا دیں بشرطیکہ وہ نازل کردہ آگاہی کے خلاف ہوں)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۗ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝٢٩

29-(لہٰذا) اے اہلِ ایمان! تم ایک دوسرے کا مال آپس میں باطل طریقے سے مت کھاؤ۔ ہاں! البتہ اگر کوئی تجارت ہو تو تم آپس کی رضا مندی سے (ایک دوسرے کا مال تصرف میں لا سکتے ہو) اور (یاد رکھو کہ تمہاری شخصیت ظاہری اور باطنی قوتوں سے آراستہ ہے جن کی نشو و نما حق اور سچائی سے ہوتی ہے مگر باطل اور ناجائز حربوں سے وہ تباہ ہوتی ہے۔ اس لئے) مت اپنی شخصیت کو قتل کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ قدم بہ قدم تمہارے ساتھ اپنی مدد و رہنمائی رکھے ہوئے ہے تا کہ تم اپنے کمال تک پہنچ سکو۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝٣٠

30-اور جو کوئی ایسا کام کرے گا جو اللہ کی طے شدہ حدوں کو توڑنے والا ہو گا اور دوسروں کے حقوق کو کم کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کرے گا تو وہ وقت دُور نہیں کہ اسے دوزخ کی آگ میں ڈال دیا جائے گا، اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے (کہ ظلم اور سرکشی کرنے والوں کو اذیت ناک سزا میں مبتلا کر دے)۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝٣١

31-(اس لئے یاد رکھو کہ) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو جن سے کہ تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تم سے تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ دُور کر دیں گے اور ہم تمہیں ایسے مقام میں داخل کر دیں گے جو محترم و باعزت ہو گا۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝٣٢

32-اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) تم اس چیز کی آرزو (یعنی حسد) نہ کیا کرو جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کر رکھی ہے (کیونکہ یہ صرف اللہ کے علم میں ہے کہ تمہیں کسی پر کیوں فضیلت عطا ہوئی اور کسی کو تم پر کیوں فضیلت عطا ہوئی۔ یہ فضیلتیں بہر حال اللہ کی عطا کردہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ) مردوں کے لئے اس میں حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور

عورتوں کے لئے اس میں حصہ ہے جو انہوں نے کمایا (یعنی جو جس نے کام کیے ان کے نتائج کی ذمہ داری بھی اسی پر ہے)۔ اور اللہ سے فضیلتوں اور فراوانیوں کے لئے التجائیں کیا کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

ع 5 8 2

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۟﴿۳۳﴾

33- لہٰذا (بتلائے گئے معاملات پر رہنمائی کے بعد ایک بار پھر تمہیں یاد دلایا جاتا ہے کہ) ہم نے سب کے لئے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے چھوڑے ہوئے مال میں حصہ دار مقرر کر دیے ہیں (جن میں نسبی رشتے بھی ہیں یعنی بیٹا بیٹی وغیرہ) اور جن سے تمہارے عقدی رشتے مستحکم ہوئے (یعنی میاں بیوی بھی شامل ہیں) اس لئے ان کا حصہ بھی انہیں دو اور یہ حقیقت ہے کہ ہر چیز اللہ کی نگاہ میں ہوتی ہے (اس لئے اسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا)۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

34- (شادی شدہ زندگی کے معاملات کے بارے میں ایک اور اصول یاد رکھو کہ عمومی طور پر) مرد عورتوں کے اوپر ’’گھر کے معاملات کو متوازن و درست حالت میں چلانے اور اس کی حفاظت و نگہبانی کرنے اور اس کی ضروریات مہیا کرنے کے ذمہ دار ہیں (قوّمون)۔ لہٰذا، یہ وہ وجہ ہے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ وہ اپنے مالوں کو کھلا رکھتے ہیں (تا کہ اہلِ خانہ کی ضرورتیں پوری ہوں)۔ (یعنی اگر قومون مرد ہے تو ذمہ داریاں پوری کرنے کے فرائض کے لحاظ سے فضیلت اُسے حاصل ہو گی اور اگر قوّمون عورت ہے تو ذمہ داریوں کا یہ فرض نبھانے کی فضیلت اُسے حاصل ہو گی۔ اِسی لئے آیت میں بعض کو بعض پر یا ایک کو دوسرے پر فضیلت کے الفاظ دیے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہا گیا کہ مرد کو عورت پر یا عورت کو مرد پر فضیلت ہے)۔ چنانچہ عورتیں بھی غلط راستوں سے بچتے ہوئے درست راستے پر چلتے ہوئے سنورنے سنوارنے والی ہوتی ہیں‘ وہ تکبر کرنے والی نہیں بلکہ عاجزی پسند ہوتی ہیں، وہ (شوہروں کی) عدم موجودگی میں اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت میں دیتے ہوئے (شوہروں کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں (یہ ہیں تین حسین و محترم خطابات جن سے اللہ نے عورتوں کو نوازا ہے یعنی الصّٰلحٰت۔ قٰنتٰت اور حٰفظٰت)۔ (ان کے برعکس) ایسی عورتیں (یعنی ایسی بیویاں) جن سے تمہیں خوف ہو کہ وہ اپنی سرکشی کی بناء پر (پہلے بتلائی گئی عورتوں سے الٹ رویے اختیار کریں گی تو پہلے مرحلے میں) انہیں نصیحت کرو اور (اگر وہ باز نہ آئیں تو دوسرے مرحلے میں) اپنی خوابگاہ میں ان سے علیحدہ

رہواور (اگروہ پھر بھی باز نہ آئیں تو تیسرے مرحلے میں) اُنہیں مثالوں سے سمجھا دو کہ ہماری یہ کشمکش ہمیں ایک دوسرے سے علیحدگی تک لے آئی ہے)۔ پھر (اس کے بعد اگر وہ تمہارے درست طریقوں اور جائز خواہشات کے مطابق) فرماں برداری اختیار کر لیتی ہیں تو پھر ان پر (ظلم کا) کوئی راستہ نہ تلاش کرو۔ (یاد رکھو کہ) حقیقت یہ ہے کہ اللہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور بڑے سے بڑا ہے (اس لئے اس کے احکام کی خلاف ورزی کر کے تم اس سے بچ نہیں سکتے)۔

(**نوٹ**: اضربوھن کا بعض مفسرین ''عورتوں کو مارنا'' مطلب لیتے ہیں جبکہ لفظ ضرب کے دیگر مطالب یہاں سیاق وسباق کے لحاظ سے زیادہ بہتر محسوس ہوتے ہیں۔ لفظ ضرب کا مادہ (ض ر ب) ہے اور اِس کے بنیادی مطالب ہیں: ڈھالنا، ٹکراؤ، کشمکش، مثال، روکنا، مِثالوں سے ٹکراؤ یا کشمکش کو اِس طرح واضح کرنا کہ وہ علیحدہ علیحدہ نظر آئیں وغیرہ۔ جیسے کہ آیت 13/17 میں ہے کہ ''کذلک یضرب اللہ الحق و الباطل ''یعنی اِس طرح اللہ حق و باطل کی کشمکش کو مِثالوں سے یوں واضح کر دیتا ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں'' چنانچہ اِس آیت میں سیاق وسباق کے پیشِ نظر قرآن کی آیت 13/17 سے مطلب اخذ کر کے اختیار کیا گیا ہے کیونکہ اس 4/34 سے اگلی آیت 4/35 میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کے اندیشے میں دونوں کی جانب سے ثالث مقرر کرنے کا حکم دیتی ہے)۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾

35-(یہ تو رہا عام مردوں اور عورتوں کا معاملہ جو عمومی زندگی سے متعلق ہے)۔ لیکن اگر تمہیں ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک ثالث خاوند کے خاندان سے اور ایک بیوی کے خاندان سے مقرر کر لو (تا کہ وہ دونوں میاں بیوی کو ناچاقی پیدا کرنے والے حالات کے بارے میں دانش مندی سے ایسی آگاہی دیں جس سے ان کے اچھے اور بُرے نتائج دونوں پر واضح ہو جائیں)۔ اور اگر ان دونوں (ثالثوں) کا ارادہ صلح کرانے کا ہے تو اللہ ان دونوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کر دے گا (اور میاں بیوی سمجھ جائیں گے کہ انہیں غلط طریقے چھوڑ کر درست طریقے اپنا کر سنورنے سنوارنے کی طرف مائل رہنا چاہیے) کیونکہ اللہ وہ ہے جو لامحدود علم کا مالک ہے اور مکمل خبر رکھنے والا ہے (اس لئے انسان انسان کو دھوکہ دے سکتا ہے مگر اسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا)۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿۳۶﴾

36-اور (میاں بیوی کے بعد دوسرے رشتہ داروں کا معاملہ سامنے آتا ہے مگر اصول ایک ہی ہے کہ) تم صرف اللہ کی

پرستش و اطاعت کرو اور اللہ پر بھروسہ کم کر کے اس میں کسی کو اس کے اختیار و اقتدار میں مت شریک کرو۔ اور (اس احساس کو اپنے دل میں رکھتے ہوئے) ماں باپ کے ساتھ حسین روّیے اختیار کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور جن کے روزی کے ذرائع ساکن ہو چکے ہوں اور ہمسایہ کے ساتھ چاہے وہ نزدیک کا ہو یا دُور کا اور ان لوگوں کے ساتھ بھی جو تمہارے پاس آنے جانے اور بیٹھنے والے ہیں اور ان مسافروں (کے ساتھ بھی جن کے پاس راستے کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کچھ نہ رہا ہو) اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے ماتحت کام کر رہے ہوں (یعنی ان سب کے ساتھ حسین روّیے اختیار کرو کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ کسی ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جس میں غرُور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرنے والا ہو یعنی وہ انسانوں کو حقیر جانے اور حقیقی ضرورت مندوں کی ضروریات سے لاپروا رہے۔

اِلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۚ﴿۳۷﴾

37-(اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سب کچھ سمیٹ کر اپنے پاس ہی رکھنا چاہتے ہیں اور کسی کو کچھ نہیں دیتے۔ چنانچہ) ایسے لوگ (بھی اللہ کو پسند نہیں) جو کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوسی پر جمے رہنے کا سبق دیتے ہیں۔ اور جو کچھ اللہ نے انہیں فراوانیاں عطا کر رکھی ہیں وہ انہیں چھپا چھپا کر رکھتے ہیں۔ لہٰذا، ایسے سرکشوں سے جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کا انکار کرتے رہتے ہیں تو ان کے لئے ہم نے ایسی سزا تیار کر رکھی ہے جو ذلیل و رسوا کر دینے والی ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ﴿۳۸﴾

38-اور جو لوگ اپنے مال انسانوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ یومِ آخرت پر (بلکہ انہوں نے شیطان کو ہی اپنا ساتھی بنا رکھا ہے) تو (یاد رکھو کہ) شیطان جس کا ساتھی ہو گیا تو (وہ آخرِ کار تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا) کیونکہ وہ بہت بُرا ساتھی ہے۔

وَمَاذَا عَلَیْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِیْمًا ﴿۳۹﴾

39-اور (یہ غور کرنے کی بات ہے کہ آخر) ان لوگوں پر کونسی آفت آ جاتی اگر وہ اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لے آتے اور اللہ نے زندگی کی نشوونما کا جو سامان انہیں دیا تھا وہ اسے (حقیقی ضرورت مندوں کے لئے) کھلا رکھتے۔ اور اللہ تو ان کے بارے میں (ہر حقیقت کا) علم رکھتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾

40- یہ حقیقت ہے کہ اللہ ذرہ برابر وزن بھی کسی کے حق کا کم کر کے زیادتی و بے انصافی نہیں کرتا۔ اگر کوئی کسی محروم کی زندگی میں حسن وتوازن پیدا کرنے کے لئے آسانی وخوشگواری پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ اسے دوگنا کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے اسے ایسا صلہ عطا کرتا ہے جو عظمت یافتہ ہوتا ہے۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿٤١﴾ ط

41- (انکار اور سرکشی کرنے والے سمجھے بیٹھے ہیں کہ سب کچھ یوں ہی رہے گا۔ لیکن انہیں آگاہ رہنا چاہیے کہ مرنے کے بعد جب جوابدہی ہوگی تو) پھر اس وقت یہ کیا کریں گے جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے آئیں گے (جس نے اس امت کو اللہ کے پیغام کی آگاہی دے دی ہوگی)۔ اور (پھر تمہیں، اے محمدؐ) سب کے اوپر ایک گواہ کے طور پر پیش کر دیا جائے گا (کیونکہ تم پر نازل ہونے والا نورانی پیغام نوعِ انسان کے لیے ہے14/1)۔

ع 6 9 3

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ط وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿٤٢﴾ ع

42- (ان حقائق کی آگاہی کے باوجود) وہ لوگ جنھوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کیا اور رسول کی پیروی کی بجائے اِدھر اُدھر ہوتے رہے تو اس دن وہ لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش (زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں اور) ان پر زمین برابر کر دی جائے مگر وہ اللہ سے کوئی بات بھی نہ چھپا سکیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ط وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٤٣﴾

43- اے اہلِ ایمان! جب تم ایسی حالت میں ہو (کہ کسی بھی وجہ سے) تمہاری عقل کام نہ کر رہی ہو تو (اس وقت) نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ جو تم کہتے ہو اسے سمجھنے لگ جاؤ۔ اور نہ جنابت کی حالت میں (یعنی اگر مرد مردانہ الائش اور عورت زنانہ الائش کی حالت میں ہو تو اس حالت میں بھی صلوٰۃ کے قریب نہ جایا جائے) تا آنکہ تم غسل کر لو سوائے اس کے کہ تم سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے لوٹے یا تم نے (اپنی) بیویوں سے مباشرت کی ہوئی ہو پھر تم پانی نہ پا سکو تو تم دُور تک یعنی ممکن حد تک الائشوں سے پاک ہونے کا ارادہ کر لو پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو پونچھ کر صاف کر لو۔ کیونکہ اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں کہ اللہ تکلیف ومشقت سے بچا کر آگے بڑھانے والا ہے (عفّو) اور

خطاؤں کے بُرے اثرات دُور کرکے اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے۔

(نـــوٹ: سکر کا مادہ (س ک ر) ہے اور اس کا بنیادی مطلب ''ایسی حالت ہے جو انسان اور اس کی عقل کے درمیان حائل ہو جاتی ہے'' اس حالت کے طاری ہونے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جیسے 15/72 میں جذبات کی بدمستی کی وجہ ہے اور 50/19 میں موت سکر کی وجہ ہے اور 22/2 میں گھبراہٹ سے اوسان خطا ہو جانے کی بے ہوشی کے معنوں میں سکر استعمال ہوا ہے۔ بہر حال سکر کی وجوہات گھبراہٹ۔ غنودگی۔ حیرت۔ غصہ وغیرہ وغیرہ ہو سکتی ہیں۔ لیکن آیت کے پہلے حصے کا مطلب جو بعض مفسرین یہ کرتے ہیں کہ ''تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ'' وحی کے لفظ کی وسعت اور اس کے سیاق وسباق کے مطابق دُرست نہیں ہے۔ اس آیت 4/43 کے تیمّم والے حصے کا عمومی طور پر مطلب یوں کیا جاتا ہے کہ ''پھر تم نے پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔ مسح کرلو اپنے منہ اور ہاتھوں کا'' عربی لغت کے مطابق درست ہیں۔ مگر اس آیت میں شامل بعض الفاظ کے مزید مطالب بھی ہیں جنہیں سیاق وسباق کے مطابق اختیار کیا گیا ہے، جیسے کہ:

صعید: اس لفظ کا مادہ (ص ع د) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب سیڑھی یا پہاڑ وغیرہ کے اوپر چڑھنا۔ دور تک چلے جانا وغیرہ بھی لیا جاتا ہے۔ لفظ صُعود بھی اسی سے نکلا ہے۔ البتہ اس کا مقصد زمین، مٹی اور غبار وغیرہ بھی لیا جاتا ہے۔

تیمم: اس لفظ کا مادہ (ی م م) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ہے کسی کام کا ارادہ کرنا۔ الیمام کا لفظ بھی اِسی سے نکلا ہے۔ اور یم کا لفظ بھی اسی سے ہے جس کا مطلب ہے دریا، سمندر۔ لہٰذا سیاق وسباق کے مطابق تیمّم کا مطلب ارادہ کرنا لیا گیا ہے۔

لمسح: اس لفظ کا مادہ (م س ح) ہے۔ اور اِس کا بنیادی مطلب ہے کسی لتھری ہوئی چیز کو یا الائش کو ہاتھ پھیر کر صاف کرنا، پونچھنا، دھونا، پیمائش کرنا وغیرہ۔ حضرت عیسیٰ کو مسیح بھی کہتے ہیں اور مسیح کا لفظ بھی اِسی مادے سے نکلا ہے)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ؕ﴿۴۴﴾

44-(زندگی کے بعض معاملات کے آداب وقوانین کی آگاہی کے بعد واپس ان لوگوں کی حالت پر غور کرو جو نازل کردہ نظامِ حیات کی مخالفت پر کمر بستہ رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں) کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر غور نہیں کیا جنہیں اس ضابطۂ حیات کا (جس کی تکمیل قرآن کے ذریعے ہوئی) ایک حصہ دیا گیا تھا، لیکن یہ لوگ (اپنی ساری کوششیں) گمراہی خریدنے میں صرف کر رہے ہیں۔ اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ تم بھی صحیح راستے سے ہٹ جاؤ۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

45-(مگر یاد رکھو کہ) اللہ کو تمہارے دشمنوں کا پورا پورا علم ہے اور تمہاری سرپرستی کے لئے اللہ ہی کافی ہے اور تمہاری مدد کے لئے بھی اللہ ہی کافی ہے (اس لئے اے اہلِ ایمان! اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کے احکام سے چمٹے رہو)۔

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا
بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (۴۶)

46-(اے رسولؐ! آگاہ رہو کہ مخالفین کی چالوں میں ایک یہ بھی ہے کہ) یہودیوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو (وحی) کے الفاظ تک کو ان کے اصلی مقام سے ہٹا کر ان میں ردوبدل کر دیتے ہیں۔ اور (وہ اپنی زبانوں کو پیچ دے کر) کہتے ہیں کہ ''سمعنا وعصینا'' (یعنی ہم نے اسے سنا ہے اور ہم اس کی نافرمانی کریں گے)۔ اور (وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ) ''واسمع غیر مسمع'' (یعنی تو ہماری بات سن اگرچہ تیری بات نہیں سنی جائے گی)۔ اور اپنی زبانوں میں لچک دے کر دین میں طعنہ زنی کرتے ہوئے ''راعنا'' کہتے ہیں (یعنی تو بہرا ہو جائے یا اے ہمارے چرواہے سن یا تم ہماری سنو تو ہم تمہاری سنیں گے)۔ حالانکہ اگر وہ لوگ (درست لہجے میں اور درست طور پر ان الفاظ کو ادا کرتے تو ان کا مطلب یوں ہوتا، اگر وہ) یہ کہتے ''سمعنا واطعنا واسمع وانظرنا'' (یعنی ہم نے آپ کی بات سن لی اور ہم نے آپ کی اطاعت کی اور ہماری گزارش سُنیے اور ہماری طرف نظرِ کرم فرمایئے) تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا اور یہ درست اور مناسب ہوتا۔ لیکن اللہ نے ان کے کفر کے باعث اپنی ناراضگی کی وجہ سے انہیں اپنی محبت سے دُور کر دیا ہے۔ چنانچہ (ایسی ذہنیت رکھنے والے لوگوں میں) سوائے چند کے (باقی) نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم نہیں کرتے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (۴۷)

47-(مخالفین کی ایسی حرکات کے باوجود انہیں دعوت دو کہ) اے اہلِ کتاب! اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جو ہم نے (محمدؐ) پر نازل کی ہے اور جو اُس کتاب کی (اصل وحی کو) سچ کر دکھانے والی ہے جو تمہارے پاس ہے، اس سے پہلے کہ ہم چہروں کو مٹا ڈالیں اور انہیں ان کی پشت کی حالت پر پھیر دیں یا ان پر اسی طرح لعنت کریں جیسے ہم نے اصحابِ السبت پر یعنی ہفتہ کے دن (نافرمانی کرنے) والوں پر لعنت کی تھی۔ اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) اللہ کا قانون طاری ہو کر رہتا ہے۔

(**نوٹ**: اصحٰب السبت: سبت کا لفظ السبات سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کا مادہ (س ب ت) ہے۔ اور اس کے بنیادی معنی نیند۔ راحت وسکون۔ کاروبار چھوڑنا۔ سنیچر یعنی ہفتے کا دن گذارنا وغیرہ ہیں۔ یہودیوں کے متعلق قرآن میں ہے کہ ان میں سے ایک جماعت نے اپنے سبت کی پابندیوں کو توڑا (2/65,4/154)۔ یہ اس دن مچھلیاں پکڑا کرتے تھے (7/163)۔ اس حکم کی خلاف ورزی کی بناء پر ان پر لعنت کی گئی (4/47)۔ اور یہ وبال اس لئے آیا کہ وہ سب ایک مسلک پر چلنے کی بجائے باہمی اختلاف کرنے لگ گئے تھے (16/124)۔ اس سے قرآن کا یہ قانون ظاہر ہوتا ہے کہ جب زندگی ایک نظام کے تحت بسر کی جائے تو اس نظام کی طرف سے عائد کردہ چھوٹی سے چھوٹی پابندیوں پر قائم رہنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ ہفتے میں ایک دن

کاروباری ناغہ بڑی معمولی سی پابندی ہے لیکن اس سے سیرت و کردار کا امتحان ہو جاتا ہے۔ بہرحال، سبت جمعہ کی شام سے شروع ہو جاتا تھا اور سنیچر کا پورا دن رہتا تھا۔ اس میں کاروبار کے علاوہ تقریباً 38 اور امور بھی تھے جن کا کرنا منع تھا۔ جو سبت کی خلاف ورزی کرتے تھے، اللہ نے ان پر لعنت کی اور انہیں ''اصحب السبت'' کہا گیا ہے)۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَرٰۤى اِثۡمًا عَظِيۡمًا ﴿۴۸﴾

48- اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر اللہ پر بھروسہ کم کر کے اس کے اختیار و اقتدار میں کسی اور کو شریک کیا جائے اور اس کی بھی اطاعت و پرستش کی جائے (شرک) (تو ایسا کرنے والے کو) اللہ اپنی حفاظت میں نہیں لیتا۔ البتہ اس کے علاوہ جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے اسے حفاظت میں لے لیتا ہے۔ لہٰذا، جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے یقیناً زبردست گناہ کر کے اسے اللہ سے منسوب کر دیا (کہ اللہ ہی ایسا چاہتا ہے۔ یا یہ کہ ایسا کرنا اللہ کے احکام کے مطابق ہے)۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يُزَكُّوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ﴿۴۹﴾

49- (اور) کیا تم نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا (جو چل تو شرک کی راہ پر رہے ہیں اور دعویٰ ہے کہ) ان کی ذات کی نشو و نما ہو رہی ہے۔ حالانکہ اللہ جسے مناسب سمجھتا ہے اس کی صلاحیتوں کی نشو و نما کرتا ہے (یعنی انسانی ذات کی نشو و نما صرف اللہ کے قوانین اور ضابطے کی رو سے ہی ہو سکتی ہے)۔ لہٰذا (یاد رکھو کہ) ان پر ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا (یعنی جو اپنی ذات کی نشو و نما کرنا چاہے گا اس کی کوشش کے نتیجے میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں کی جائے گی اور وہ اپنا نتیجہ ٹھیک ٹھیک پا لے گا۔ اور جو اپنے نفس کی نشو و نما نہیں کرنا چاہے گا تو اُسے اُسی کے نتائج بھگتنے پڑیں گے، 91/7-10)۔

ع 7 8 4 اُنۡظُرۡ كَيۡفَ يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۵۰﴾ ع

50- (اور اے اہلِ ایمان! ان کی حالت پر ذرا) تم غور کرو کہ وہ (خود ساختہ عقیدوں کی بناء پر) اللہ پر کیسے کیسے جھوٹے بہتان باندھتے ہیں۔ اور یہ کھلا کھلا گناہ ہی کافی ہے (اور وہ اس کی جوابدہی کے لئے تیار رہیں)۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَالطَّاغُوۡتِ وَيَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا هٰۤؤُلَۤاءِ اَهۡدٰى مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِيۡلًا ﴿۵۱﴾

51- (اور اے اہلِ ایمان!) کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر بھی غور کیا ہے جنہیں (نازل کردہ) کتاب کا حصہ دیا گیا (مگر انہوں نے بجائے اس کی سچائیوں کو تسلیم کرنے کے) اپنے خود ساختہ عقیدوں اور وہموں پر مبنی طریقوں کو سچ تسلیم کر کے ان پر عمل شروع کر دیا اور اُن لوگوں کے احکام کو تسلیم کر لیا جنہوں نے اللہ کے احکام سے بغاوت کر رکھی ہے اور جن لوگوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی

ہے تو یہ ان (سب) کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اہلِ ایمان کی نسبت زیادہ درست راہ پر ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا ﴿٥٢﴾ؕ

52- لٰہذا' یہ ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ نے اپنی ناراضگی کی وجہ سے اپنی محبت سے دُور کر دیا ہے۔ اور جسے اللہ اپنی محبت سے دُور کر دے تو اسے ہرگز کوئی مددگار میسر نہیں آ سکتا۔

اَمْ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا ﴿٥٣﴾ۙ

53- (اور اے نوعِ انسان سوچو کہ) کیا اُن کا (اللہ کے) اختیار و اقتدار میں کچھ حصہ ہے؟ (اسے غنیمت جانو کہ ایسے لوگوں کو اختیار حاصل نہیں)۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ لوگوں کو تل برابر بھی نہ دیتے (اور سب کچھ سمیٹ کر اپنے پاس ہی رکھتے چلے جاتے)۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ﴿٥٤﴾

54- (اور اس پر بھی غور کرو کہ) کیا یہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے (یعنی یہ مخالفین اس بات پر حسد کرتے ہیں کہ اہلِ ایمان پر اس قدر خوشگوار اطمینان کی نوازشات کیوں کی گئیں۔ حالانکہ یہ کسی طرفداری کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت کا فطری نتیجہ ہے، اسی لئے ان کے اسلاف کو بھی) یہ حقیقت ہے کہ ہم نے آلِ ابراہیم کو کتاب سے اور حکمت سے نوازا (یعنی ایسی دانش سے نوازا جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلہ کرنے والی ہے) اور ہم نے انہیں عظمت یافتہ اختیار و اقتدار عطا کیا۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا ﴿٥٥﴾

55- چنانچہ (اسی آلِ ابراہیمؑ) میں سے (ایک گروہ تو وہ) ہے جس نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لی اور (دوسرا گروہ اُن میں سے وہ ہے جس نے (ایمان) سے منہ پھیر لیا۔ (لٰہذا' نتیجے کے طور پر ان کے لئے) جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہی کافی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿٥٦﴾

56- (بہرحال) یہ حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے ایمان سے یعنی ہمارے احکام و قوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو ہم عنقریب انہیں دوزخ کی آگ میں جھونک دیں گے۔ اور جب ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم انہیں دوسری کھال بدل

دیں گے تا کہ وہ عذاب چکھتے رہیں۔ کیونکہ بلاشبہ اللہ لامحدود غلبے والا اور لامحدود حکمت والا ہے (اس لئے اس کے سامنے کوئی اپنی کسی قوت اور کسی چال کی بناء پر سرکشی کر کے بچ نہیں سکتا)۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾

57-اور (ان کے برعکس) وہ لوگ جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ پر چل پڑے اور غلط راہ سے نکل کر درست راہ پر سنور نے سنوارنے کے کاموں میں مصروف ہو گئے تو ہم انہیں ایسی جنتوں میں داخل کر دیں گے جن کے نیچے ندیاں رواں ہوں گی۔ اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ان کے لئے وہاں خرابیوں و الائشوں سے پاک جیون ساتھی ہوں گے۔ اور ہم ان کو (اطمینان وسکون کے) گھنے سایوں میں داخل کر دیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾

58-(چنانچہ اللہ کے نازل کردہ نظام کے قیام واستحکام کے لئے ضروری ہے کہ یہ عظیم ذمہ داریاں اُن کے سپرد کی جائیں جو اِن کے اہل ہیں اور یہ نااہلوں کے سپرد نہ کی جائیں۔ یہ ذمہ داریاں اللہ کی امانتیں ہیں۔ لہٰذا نازل کردہ اصول یہ ہیں کہ) اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہ کرو کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہی لوگوں کے سپرد کرو جو اِن کے اہل ہیں۔ اور جب تمہیں انسانوں کے درمیان حکم کرنے کا اختیار ہو تو وہ فیصلہ عدل کے ساتھ کرو۔ (اے نوعِ انسان)! تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ اللہ نے تمہیں یہ سبق آموز آگاہی نعمت کے طور پر عطا کی ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے (اس لئے تم امانتوں میں خیانتیں کر کے اور فیصلوں میں بے عدلی کر کے اسے دھوکہ نہیں دے سکتے)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ ع

ع 8 9 5

59-(اللہ کے نازل کردہ نظام کے استحکام کے لئے مرکزی حقیقت یہ ہے کہ) اے اہلِ ایمان! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جنہیں احکام نافذ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے (ان کی اطاعت کرو) (یعنی اللہ کے احکام وقوانین کی پیروی کرو جیسے کہ انہیں رسولؐ نے متشکل کیا اس رہنمائی کے پیچھے پیچھے چلو اور انہیں نافذ کرنے کا جن کو اختیار حاصل ہے ان کے احکام تسلیم کرو تا کہ اللہ کا نظام قائم اور مستحکم رہے)۔ پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو

اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ اور حسن و توازن پر مبنی صحیح رخ پر آخری نتیجہ حاصل کرنے کا یہی بہتر طریقہ ہے۔

(**نوٹ**: ویسے تو یہ احکام ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے ہیں۔ البتہ خصوصی طور پر رہنمائی کے لئے آیات 4/58 اور 4/59 اسلام کے سیاسی نظام کی مرکزی بنیادیں فراہم کرتی ہیں جو یوں ہیں: اللہ کی اطاعت یعنی اللہ کے نظام کو قائم کرنے والے لوگ وہ ہونے چاہیں جو اہل ہوں یعنی جو اللہ کے احکام و قوانین کی باریکیاں ہر دور کے مطابق سمجھنے کے اہل ہوں اور رسول کی اطاعت یعنی جیسے رسولؐ نے انہیں اختیار کیا اس رہنمائی کو ہر دور کے باریک حقائق کے مطابق اختیار کرنے کے اہل ہوں اور جنہیں ان احکام و قوانین کو نافذ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے وہ انہیں نافذ کرنے کا اہل ہوں۔ اس لحاظ سے اسلامی ریاست کا ڈھانچہ یوں بنتا ہے: بالاترین ادارہ ''اطیعوا اللہ'' یہ بالاترین ادارہ ان لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جو اللہ کے احکام و قوانین کی ہر دور کے باریک حقائق کے مطابق تشریح کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں جیسے کہ قرآن میں ہے کہ ''تم اپنے گھوڑوں کو تیار رکھو'' اس حکم کے مطابق ہر دور میں گھوڑے کا مطلب گھوڑا نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم ہے کہ ''قوت و حرکت کے ذرائع پر دسترس حاصل کرو'' اس لحاظ سے نیوکلیر یا کمپیوٹر یا کسی بھی برتر ٹیکنالوجی کے دور میں جو قوت و حرکت کے موثر ترین ذرائع ہوں گے وہ اس دور کے گھوڑے ہوں گے، وغیرہ وغیرہ۔ دوسرا ادارہ ''اطیعوا الرسول'' یہ ادارہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جو اللہ کے احکام و قوانین کو جیسے رسول نے اختیار کیا ان کی رہنمائی میں بدلتے زمانوں کے حقائق کی باریکیوں کے مطابق انہیں مرتب کرنے اور تشکیل دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ تیسرا ادارہ ''اولی الامر'' یہ حکمرانی ادارہ ایسے اداروں اور لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جو ''اطیعوا الرسول'' والے دوسرے ادارے کی جانب سے تفویض کردہ اختیارات اور آگاہی کے مطابق اللہ کے احکام و قوانین کو عدل کے ساتھ نافذ کرنے کے اہل ہوں)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾

60- (یہ لوگ تو وہ ہیں جو واقعی نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کے برعکس، اے رسولؐ) کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جو (دوہرا معیار اپنائے ہوئے ہیں۔ ایک طرف تو ان کا) دعویٰ ہے کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اور ان (کتابوں) پر بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں لیکن وہ چاہتے یہ ہیں کہ اپنے (معاملات کے تمام اختلافات کے) فیصلے کے لئے ان کی طرف جائیں جنہوں نے اللہ کے احکام و قوانین سے بغاوت اور انکار و سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔ حالانکہ انہیں حکم دیا جا چکا ہے کہ ان کا (واضع طور پر) انکار کر دیں۔ اور شیطان کا تو یہی ارادہ ہے (کہ دوہرا معیار رکھنے والوں کو درست راہ سے ہٹا کر) انہیں اتنا دُور لے جائے کہ انہیں (صحیح راہ کی سمجھ آ ہی نہ سکے) اور وہ غلط راہ پر ہی بھٹکتے رہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ۚ

61-اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ (قرآن) اور رسول کی طرف آجاؤ، تو تم منافقوں کو دیکھو گے کہ وہ (تمہاری طرف آنے سے) کتراتے ہیں اور پہلوتہی کرتے ہیں۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾

62-لیکن (ذرا غور کرو کہ اُس وقت) ان کی حالت کیا ہوتی ہے جب یہ اپنے ہاتھوں سے (جان بوجھ کر دوہرے معیاروں کے مطابق معاملات طے کرتے رہتے ہیں اور ان کے نتائج کے طور پر) ان پر کوئی مصیبت آن پڑتی ہے (تو اس وقت، اے نبیؐ! تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) اللہ کی قسم (دوسروں کی طرف رجوع کرنے سے) ہمارا ارادہ صرف یہ تھا کہ متوازن اور خوشگوار (میل ملاپ رہے) اور ایک دوسرے کے درمیان ہم آہنگی ہو جائے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾

63-(بہرحال) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کی ہر بات کو اللہ جانتا ہے۔ لیکن (اے رسولؐ) آپ ان سے چشم پوشی رکھیں اور انہیں (حق وصداقت کی زندگی بسر کرنے) کی تلقین کرتے رہیں۔ اور (اس انداز سے) ان سے گفتگو کریں کہ بات ان کی ذات میں اتر کر تمہارے مقصد تک پہنچ جائے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

64-اور (اے رسولؐ! انہیں واضع طور پر بتلا دو کہ) ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے، وہ اس لئے (کہ وہ ہمارے نازل کردہ احکام وقوانین کو عملی شکل دے کر نافذ کرتا ہے۔ اس لئے) اللہ کا حکم ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ (لہٰذا، یہ دوہرا معیار رکھنے والے) لوگ جب اپنے آپ پر اگر زیادتی و بے انصافی کر ہی بیٹھے تھے تو تمہارے پاس آجاتے اور اللہ سے حفاظت کی التجا کرتے اور رسول بھی ان کے لئے حفاظت کی دعا کرتا (تاکہ وہ خطاؤں اور گناہوں سے محفوظ ہو جائیں۔ اور اگر وہ ایسا کرتے) تو وہ ضرور اللہ کو ایسا پاتے جو غلط راہ سے لوٹ کر واپس درست راہ پر آنے والوں کی واپسی قبول کر لیتا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد ورہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جاتا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾

65-لہٰذا (اے رسولؐ) تمہارے رب کی قسم یعنی تمہارے نشوونما دینے والے نے حقائق کو علیحدہ علیحدہ کر رکھا ہے تا کہ وہ سچائی کے لئے گواہی بن جائیں کہ یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں تمہیں فیصلہ دینے والا بنا لیں۔ پھر اس فیصلہ سے جو تم صادر کرو یہ اپنے آپ میں کوئی تنگی نہ پائیں اور (تمہارے فیصلے کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ تسلیم کر لیں۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ﴿۶۶﴾

66-اور (جن لوگوں کی حالت یہ ہے کہ ذرا سا فائدہ ملا تو اللہ کو یاد کر لیا اور اگر نقصان ہوا تو اللہ کو بھول گئے، ذرا سوچو کہ) اگر ہم نے واقعی فرض کر دیا ہوتا کہ تم اپنے آپ کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں سے بہت تھوڑے لوگ اس پر عمل کرتے۔ اور انہیں جو تلقین کی جاتی ہے اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو جاتے تو یہ ان کے لئے ہی خیر کا باعث ہوتا اور (مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے) ثبات واستحکام کا باعث بنتا۔

وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ﴿۶۷﴾

67-اور (جو لوگ زندگی کی مہلت کے دوران جس وقت ہماری ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں تو) اس وقت ہم بھی انہیں اپنے ہاں سے ایسا صلہ دیتے ہیں جو عظمت یافتہ ہوتا ہے۔

وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾

68-اور ہم ان کی ایسی روشن اور درست راہ کی طرف رہنمائی کر دیتے ہیں جو وسیع ومتوازن ہوتی ہے اور سیدھی اطمینان بھری منزل کو جاتی ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ﴿۶۹﴾

69-لہٰذا، جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا تو یہی لوگ (آخرت میں) ان کے ساتھ ہوں گے جو اللہ کے انعام سے نوازے گئے ہوں گے۔ (اور یہ لوگ ہیں) انبیاء اور صدیق یعنی وہ جو نازل شدہ ضابطوں اور قوانین کو عملی طور پر سچ کر دکھاتے ہیں اور شہداء یعنی وہ جو اس نظام کے بقاء واستحکام کی نگرانی کرتے ہیں اور جب ضرورت پڑتی ہے تو اپنی جانیں دے دیتے ہیں۔ اور صالحین یعنی وہ جو غلط راستے سے ہٹا کر درست راستے پر ڈال کر سنور نے سنوارنے والے ہوتے ہیں۔ (اس لئے ذرا سوچو اور غور کرو کہ) انہیں کس قدر اچھے ساتھی میسر ہوں گے۔

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ع﴿۷۰﴾ ع 9 11 6

70-(چنانچہ) یہ ہے وہ فضیلت وسرفرازی جو اللہ کی جانب سے (ایسے لوگوں کو عطا ہوگی)۔ اور علم رکھنے کے لئے اللہ ہی کافی ہے (کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کون کس مرتبے کے قابل ہے)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝۷۱

71-(یہ تو رہی وہ آگاہی جو زندگی کے معاملات میں اطمینان وسکون فراہم کرنے والی ہے۔ لیکن وہ تخریبی قوتیں جو اطمینان وسکون کو تباہ کرنے پر تلی ہوں تو پھر ان سے نبرد آزما ہونے کے لئے) اے اہلِ ایمان! اپنی حفاظت کا سامان لے لیا کرو۔ (اور ضرورت کے مطابق اگر جنگ) کے لئے نکلو تو چاہے الگ الگ ٹولیوں میں نکلو یا سب کے سب اکھٹے نکلو (تو حالات کو اچھی طرح سمجھ کر اس کے تقاضے کے مطابق نکلو)۔

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝۷۲

72-اور (ہم جانتے ہیں) کہ تم میں یقیناً بعض ایسے بھی ہیں جو (جنگ کی آواز پر مختلف بہانوں سے) دیر لگا دیتے ہیں پھر اگر ایسا ہو (کہ اس جنگ میں) تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو (شریک نہ ہونے والا شخص) کہہ اٹھتا ہے کہ اللہ نے واقعی مجھ پر احسان کیا ہے کہ میں ان کے ساتھ (میدانِ جنگ میں) حاضر نہ تھا (ورنہ مجھ پر بھی یہی مصیبت آجاتی)۔

وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۷۳

73-اور اگر تمہیں اللہ کی جانب سے کوئی خوشگواری وسرفرازی میسر آجائے تو یہی (شخص) ضرور کہے گا کہ کتنا اچھا ہوتا جو میں ان کے ساتھ ہوتا تو میں بھی بڑی کامیابی حاصل کرتا (مگر یہ اس قسم کی باتیں یوں کرتا ہے) گویا اس میں اور تم میں کوئی تعلق اور رابطہ ہی نہ تھا۔ (حالانکہ یہ تم میں سے ہی ہونے کا دعویٰ کرتا رہا ہے)۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۷۴

74-لہٰذا، ان (اہلِ ایمان) کو اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کی نازل کردہ مستقل اقدار کے تحفظ کے لئے لڑنا چاہیے جو آخرت کے عوض دنیا کی زندگی کو بیچ دیتے ہیں اور (یاد رکھو) جو کوئی اللہ کی راہ میں جنگ کرے (اور پھر) چاہے وہ قتل ہو جائے یا غالب آجائے تو وہ وقت دُور نہیں کہ ہم اسے ایسا صلہ دیں گے جو عظمت یافتہ ہوگا۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝۷۵

75-اور(وہ لوگ جو اہلِ ایمان میں سے ہیں مگر جنگ سے کترانے لگ جاتے ہیں تو ان سے پوچھا جائے کہ) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کی نازل کردہ مستقل قدروں کے تحفظ کے لئے اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے جنگ نہیں کرتے جو پکارتے ہیں کہ، اے ہمارے نشو ونما دینے والے! ہمیں اس بستی سے نکال لے جہاں کے لوگ ظالم ہیں اور کسی کو اپنی بارگاہ سے ہمارا سرپرست بنا دے اور کسی کو اپنے ہاں سے ہمارا مددگار بنا دے۔

10 ع 6 7

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۧ ﴿٧٦﴾

76-(آگاہ رہو کہ بعض حالات میں جنگ ناگزیر ہو جاتی ہے اور وہ دو ایسے فریقوں میں ہوتی ہے جس میں ایک کا مقصد اللہ کی نازل کردہ مستقل قدروں کا تحفظ ہوتا ہے جو اللہ کی راہ ہے اور دوسرے کا اُن سے سرکشی کر کے اپنی من مانی کرنا جو طاغوت کی راہ ہے۔ لہٰذا) وہ لوگ جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر لیا وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جنہوں نے اُن سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر لی وہ طاغوت کی راہ میں جنگ کرتے ہیں چنانچہ (اے اہلِ ایمان) تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو اور حقیقت یہ ہے کہ شیطان کی چال کمزور ہوتی ہے (اور اہلِ ایمان کے سامنے ناکام ونامراد رہتی ہے)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۗ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾

77-(بہر حال اے رسولؐ!) کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر غور نہیں کیا کہ جب ان سے کہا گیا (کہ ابھی جنگ کی ضرورت نہیں اس لئے جنگ سے) اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نظامِ صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے نظام کے قیام (کی طرف توجہ دو تو وہ اس پر خوش رہے)۔ لیکن پھر جب ان پر جنگ فرض کر دی گئی تو ان میں سے ایک گروہ (کی حالت یہ ہو گئی کہ وہ فریقِ مقابل کے اپنے ہی جیسے) انسانوں سے یوں ڈرنے لگا جیسے کہ اللہ سے ڈرنا چاہیے یا اس سے بھی بڑھ کر (ڈرنے لگ گیا)۔ اور کہنے لگ گیا، اے ہمارے نشو ونما دینے والے! تم نے یہ جنگ ہم پر کیوں فرض قرار دے دی! اسے کچھ وقت کے لئے اور ملتوی کیوں نہ رکھا؟ (اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو کہ دنیا کا ساز وسامان بہت قلیل ہے اور آخرت اُس کے لئے خیر ہے جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین سے چمٹا رہے۔ اور (یاد رکھو کہ اللہ کی طرف سے کسی کی بھی کوششوں کے صلے میں) باریک ترین دھاگے کے برابر بھی زیادتی و بے انصافی نہیں کی جائے

گی۔

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَۃٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَۃٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِکَ ؕ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ﴿۷۸﴾

78-(رہی یہ بات کہ میدانِ جنگ میں جانے سے موت آجائے گی تو خواہ) تم کہیں بھی ہو حتی کہ اگر تم بلند و مضبوط قلعوں کے اندر بھی ہوگے تو موت بہر حال آکر رہے گی (نہ صرف موت بلکہ کامیابی و ناکامی کے بارے میں ان کے رویے غیر حقیقی ہیں، یعنی) اگر انہیں کوئی حسین و خوشگوار (کامیابی) میسر آئے تو یہ کہتے ہیں کہ (اس میں رسولؐ کے حسن و تدبر کا کیا دخل) ہمیں یہ سب اللہ کی طرف سے ملا ہے اور اگر کوئی بُرائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ (اے رسولؐ) یہ تمہاری طرف سے ہے۔ (مگر اے رسولؐ) کہو ان سے کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے یعنی اللہ کے قوانین کے مطابق ہوتا ہے۔ لیکن آخر اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات اِن کی سمجھ میں نہیں آتی۔

مَاۤ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَاۤ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ ؕ وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۷۹﴾

79-(اے نوعِ انسان! اس حقیقت سے آگاہ رہو کہ) اگر تمہیں کوئی حسین و خوشگوار حالت میسر آئے تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور جو بُرائی تمہیں پہنچتی ہے تو وہ تمہاری اپنی (خرابی و غلط طریقوں) کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (لہٰذا، عالم گیر آگاہی کے لئے) ہم نے تمہیں تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور (اس سچائی) کی گواہی کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ؕ﴿۸۰﴾

80-(چنانچہ) جس نے رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی (کیونکہ اللہ کے احکام کو ہی رسولؐ نے عملی شکل دے کر نافذ کیا ہے) اور جس نے منہ پھیر لیا (تو وہ اس کا نتیجہ خود بھگتے گا)۔ لہٰذا، ہم نے تمہیں ایسا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا (جیسا کوئی جانوروں کو گھیر گھیر کر روکے رکھے تاکہ وہ تباہیوں سے بچ جائیں۔ انہیں اپنے لئے خود فیصلے کرنے دو کیونکہ اس نظام میں وہی لوگ شامل رہ سکتے ہیں جو دل کی رضامندی سے اس کی اطاعت اختیار کریں 18/29)۔

وَیَقُوْلُوْنَ طَاعَۃٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِکَ بَیَّتَ طَآئِفَۃٌ مِّنْهُمْ غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ یَکْتُبُ مَا یُبَیِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا ﴿۸۱﴾

81-چنانچہ (ان میں سے بعض دوہرا معیار رکھنے والوں کی حالت یہ ہے کہ، اے رسولؐ! تمہارے سامنے) کہتے ہیں کہ

ہم نے اطاعت قبول کر لی لیکن جب تمہارے پاس سے (اٹھ کر) باہر جاتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ تمہاری کہی ہوئی بات کے برعکس رائے زنی کرتا ہے۔ حالانکہ (انہیں علم ہونا چاہیے کہ) اللہ (تو وہ ہے جو سب کچھ سن رہا ہوتا ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے اس لئے وہ سب کچھ) لکھ رہا ہوتا ہے جو وہ رات بھر منصوبے بناتے ہیں مگر (اے رسولؐ) تم ان کی پرواہ نہ کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو کیونکہ تمہارے کام بنانے کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾

82-اس لئے (ایسے لوگوں سے پوچھا جائے کہ) کیا وہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے اور (یہ کہ قرآن میں کوئی بات ایک دوسرے کے تضاد و اختلاف میں نہیں ملے گی یہاں سے وہاں تک ایک ہی حقیقت ہوتی ہے جسے مختلف پہلوؤں سے سامنے لایا گیا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس) اگر یہ (قرآن) غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾

83-اور (ان کی ذہنی ناپختگی کی حالت یہ ہے کہ) جب ان کے پاس کوئی خبر امن یا خوف کی آتی ہے تو اسے (لے دوڑتے ہیں اور خوب) پھیلاتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اُسے (اپنے مرکز یعنی) اپنے رسول کی طرف اور اپنے میں سے جو احکام و قوانین نافذ کرنے والے ہیں کی طرف لوٹا دیتے تو ضرور ان میں سے وہ لوگ جو بات کا نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ (اس خبر کی حقیقت کو) جان جاتے لیکن اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو چند ایک کے سوا تم شیطان کی پیروی کرنے لگ جاتے (اور اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ حرکتیں تباہی کا باعث بن جاتیں)۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

84- بہر حال (اے رسولؐ! اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ کون تمہارا ساتھ دیتا ہے اور کون منہ موڑ لیتا ہے) تم اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کی نازل کردہ مستقل قدروں کے تحفظ کے لئے جنگ کرو۔ (اس سلسلے میں) تمہیں تمہاری ذات کے سوا (کسی اور کے لئے) ذمہ دار نہیں ٹھرایا جائے گا۔ البتہ اہلِ ایمان کو آمادہ کرو (کہ وہ جنگ میں شریک ہوں اور انہیں آگاہی دو کہ جنگ کس لئے ہے؟ اور اس کے نتائج کیا ہیں؟ اور اللہ نے اس کے لئے اجر کیا رکھا ہے؟ اور اگر تم ایسا کرو گے تو) ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ کافروں کی جنگ کا زور توڑ دے کیونکہ اللہ کا زور تو شدید تر ہے اور اس کی سزا بھی شدید تر

ہے۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾

85-(لہٰذا) جو کوئی حسن و توازن قائم کرنے کی جدوجہد میں تعاون و معاونت کرے گا تو اسی میں سے (اجر کا) حصہ دار ہوگا۔ اور جو کوئی بُرائی قائم کرنے کی جدوجہد میں تعاون و معاونت کرے گا تو وہ اسی میں سے (نتیجے کا) حصہ دار ہوگا۔ اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) اللہ (ہر چیز پر نظر رکھنے والا ہے اور جو جس طرف اچھائی یا بُرائی میں) نشو و نما حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اسی میں اس کی مدد کرتا ہے (مقیتاً)۔

(**نــــوٹ:** مقیتاً کا لفظ القوت (جمع اقوات) سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کا مادہ (ق و ت) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ہے اتنی خوراک جس سے انسان زندہ رہ سکے۔ اس کا دوسرا مطلب ہے نگران جو ہر شخص کو اس کی روزی یا ضروریات کی اشیاء پہنچاتا ہے۔ اسی آیت میں روزی کی بجائے جس ضرورت کا ذکر ہے وہ اچھائی اور بُرائی کے بارے میں ہے، اسی کے مطابق اس آیت کا ترجمہ کیا گیا ہے)۔

النصف **وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾**

86-اور جب کوئی تمہارے لئے زندگی اور سلامتی کا سامان بہم پہنچائے تو تم اس کے لئے اس سے بہتر اور حسین تر حیات بخش سامان بہم پہنچاؤ۔ اور اگر (ابھی تمہارے حالات ایسے سازگار نہ ہوں کہ تم ایسا کر سکو تو پھر کم از کم) اسے اتنا ہی لوٹا دو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ (کا نظام وہ ہے) جو تمام امور کا پورا پورا حساب لینے والا ہے۔ (اس لئے زندگی کے اطمینان کے لئے معاملات میں حسن و توازن رکھو)۔

ع 11 11 8 **اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ ع**

87-(بہرحال، اے رسولؐ! تمہارا کوئی ساتھ دے یا نہ دے تم اس آواز کو بلند کیے جاؤ کہ) اللہ وہ ہے جس کے سوا کسی کی پرستش و غلامی نہیں کی جا سکتی اور وہ تمہیں ضرور قیامت کے اس دن جمع کر لے گا جس کے طاری ہونے میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں۔ اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) اللہ کی حدیث سے بڑھ کر سچی بات اور کس کی ہو سکتی ہے۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾

88-(لیکن، اے اہلِ ایمان! کیا تم انسانی روّیوں کے بارے میں بالکل ہی تجزیہ نہیں کرتے ہو)۔ پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں تم دو گروہوں میں بٹ گئے ہو۔ حالانکہ جو کچھ انہوں نے کیا تو اس کی وجہ سے اللہ نے ان

کو الٹا پھیر دیا۔ اور کیا تمہارا ارادہ ہے کہ تم اس شخص کی درست راہ کی طرف رہنمائی کرو جسے اللہ نے گمراہ ٹھہرا دیا ہو (کیونکہ جب کوئی ٹیڑھا چلتا ہے تو اللہ اس کا دل ٹیڑھا کر دیتا ہے، 61/5)۔ اور جسے اللہ گمراہ ٹھہرا دے (یعنی اللہ اسے اسی راہ پر چلنے دیتا ہے جس پر وہ چل رہا ہو 4/85) تو تم اس کے لئے کوئی راستہ پا ہی نہیں سکتے۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۙ﴿۸۹﴾

89- (اور اے اہلِ ایمان) وہ تو آرزو کرتے ہیں کہ تم بھی نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر لو جیسے کہ ان لوگوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے تا کہ تم سب ایک ہی سطح پر آ جاؤ۔ لہٰذا، تم ان میں سے سرپرست و حمائیتی نہ بناؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت (کر کے اپنا ایمان اور خلوص ثابت) کر دیں۔ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو انہیں پکڑ لو اور جہاں بھی پاؤ قتل کر ڈالو اور ان میں سے نہ ہی دوست اور نہ ہی مددگار بناؤ۔

(**نوٹ** 4/83: اور 4/84 کے مطابق جنگ یا امن کے بارے میں فیصلے اسلامی ریاست میں مرکزی حیثیت رکھنے والوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں کسی کو سزا کے طور پر قتل کرنے کا فیصلہ یا حکم بھی مرکز کی جانب سے ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ بات کہ ”پھر اگر وہ روگردانی کریں تو انہیں پکڑ لو اور جہاں بھی پاؤ انہیں قتل کر دو“ اس کی اجازت ہر ایک کو نہیں ہے بلکہ ان کو ہے جنہیں ریاست میں مرکزی حیثیت رکھنے والوں کی جانب سے حالات وواقعات کے مطابق دی جاتی ہے)۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا
قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا
جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾

90- لیکن اگر یہ لوگ (تمہارے دشمنوں کا ساتھ چھوڑ کر) ایسے لوگوں سے جا ملیں جن کے ساتھ تمہارے عہد وپیمان ہو چکے ہیں (تو پھر یہ بھی اس قوم کے افراد سمجھے جائیں گے) یا ان کے سینے (جنگ سے) تنگ آ جائیں اور یہ تمہارے پاس آ جائیں اور تم سے جنگ نہ کریں یا (تمہارے ساتھ مل کر) نہ اپنی قوم کے خلاف جنگ کریں (یعنی غیر جانبدار رہنا چاہیں تو اس صورت میں بھی ان کی گرفت نہیں ہونی چاہیے)۔ اس لئے کہ اگر اللہ مناسب سمجھتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا اور وہ تم سے ضرور لڑتے۔ لہٰذا، اگر وہ تم سے کنارا کش ہو جائیں اور لڑنے سے باز رہیں اور تمہاری طرف صلح وآشتی کا (پیغام) بھیجیں، تو اللہ نے تمہارے لئے ان پر کوئی راستہ نہیں بنایا (یعنی اگر اُن کے طریقوں سے اُن کے ارادوں کی سچائی ثابت ہو جائے کہ وہ تمہارے خلاف سازشی یا دُشمن ثابت نہیں ہوں گے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اُنہیں نقصان پہنچایا جائے)۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْۤا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿٩١﴾ ع ع 12 4 9

91- اب کچھ دوسرے لوگ تمہیں ایسے ملیں گے جو تمہارے ساتھ بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں۔ مگر جب کسی فتنہ پیدا کرنے کا موقع پائیں گے تو اس میں کُود پڑیں گے۔ ایسے لوگ اگر تمہارے مقابلہ سے باز نہ رہیں اور نہ ہی صلح و سلامتی کی (درخواست) کریں اور نہ ہی اپنی دست درازیوں سے باز آئیں تو تم انہیں پکڑ لو اور قتل کر ڈالو جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ۔ اور یہ لوگ ہیں جن پر ہم نے تمہیں واضح اختیار دیا ہے۔

(نوٹ: 4/83 کے مطابق یہ فیصلہ کرنا بھی اسلامی ریاست میں مرکز کا کام ہے کہ کون فتنہ گر ہے؟ اور اس کے مطابق کس کو قتل کی سزا دی جانی چاہیے۔ ہر ایک ہر کسی کو فتنہ گر سمجھ کر قتل نہیں کر سکتا)۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۟ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٩٢﴾

92- اور (اس حکم سے آگاہ رہو) کہ کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو مت قتل کرے۔ البتہ خطا (سے قتل ہو جائے تو اور بات ہے)۔ لیکن اگر کسی نے خطا سے کسی مومن کو قتل کر دیا تو (اس کا بدلہ یہ ہے کہ) وہ کسی ایسے مومن کی گردن آزاد کرائے (جو خون بہا نہ دے سکنے کی وجہ سے موت کے انتظار میں ہو یا اس جیسی کسی اور مشکل میں اس کی گردن جکڑی گئی ہو جیسے غلامی و محکومی وغیرہ تو اس کی خلاصی کرائے)۔ اور (دوسرے یہ کہ) وہ مقتول کے وارثوں کو اس کا خون بہا دے۔ البتہ اگر وہ لوگ (جو وارث ہیں خون بہا) معاف کر دیں (تو پھر اور بات ہے)۔ لیکن اگر ایسا ہو کہ (جو خطا سے تم سے قتل ہو گیا) وہ تمہاری دشمن قوم سے ہو اور وہ ہو بھی مومن تو (اس کے لئے بدلہ صرف یہ ہے کہ) کسی ایسے مومن کی گردن آزاد کرائی جائے (جو خون بہا نہ دے سکنے کی وجہ سے موت کے انتظار میں ہو یا اس جیسی کسی اور مشکل میں اس کی گردن جکڑی ہوئی ہو جیسے کہ غلامی و محکومی وغیرہ تو اسے آزاد کرائے۔ مگر اس سلسلے میں اس کے وارثوں کو خون بہا نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ دشمن قوم کے کام آ سکتا ہے جو وہ جنگ میں استعمال کر سکتی ہے)۔ لیکن اگر وہ مومن اس قوم سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح کا) معاہدہ ہے (تو اس صورت میں) اس کے وارثوں کو خون بہا بھی دینا ہو گا اور ایک مومن کی گردن بھی آزاد کرانا ہو گی۔ لیکن اگر اسے گردن چھڑانے کے لئے کوئی نہ ملے تو پھر دو مہینے کے متواتر روزے رکھ لے۔

(یہ ہے قتلِ خطا کے سلسلے میں کفارا ادا کرنے کا وہ طریقہ جو اللہ نے انسان کو دیا تا کہ وہ دوبارہ غلطی نہ کرے اور یہ ہی) اللہ کی طرف سے (توبہ کرنے والوں کی) توبہ ہے۔ اور اللہ تو وہ ہے جو لامحدود علم اور لامحدود حکمت رکھنے والا ہے (اس لئے وہ جو رہنمائی دیتا ہے وہ یقینی طور پر خوشگوار اطمینان عطا کرنے والی ہوتی ہے)۔

(**نوٹ**: آیات 4/59 اور 4/83 کے مطابق قتلِ خطا اور اس کے کفارے کے بارے میں فیصلے بھی اسلامی ریاست میں مرکز کے طے شدہ اصولوں کے مطابق ہوں گے لہٰذا، ہر شخص اپنی اپنی مرضی سے اس کے اصول طے نہیں کر سکتا)۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

93- اور جو شخص کسی مومن (مرد یا عورت) کو جان بُوجھ کر قتل کر ڈالے (تو اس قتل کی سزا قرآن کے قوانین کے مطابق ہو گی، مگر اس کے علاوہ) مرنے کے بعد اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا۔ اور (نہ صرف یہ بلکہ) اللہ اپنی ناراضگی کی بناء پر اسے اپنی محبت سے دور کر دے گا اور اللہ نے اس کے لئے ایک زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

94- اے اہلِ ایمان! جب تم اللہ کی راہ میں سفر پر نکلو تو تحقیق کر لیا کرو (کہ کون دوست ہے اور کون دشمن ہے)۔ اس لئے جو تمہیں امن و سلامتی کا پیغام بھیجے تو اسے (فوری طور پر یہ) نہ کہہ دو (کہ تمہارا پیغام سچائی پر مبنی نہیں کیونکہ) تم مومن نہیں ہو۔ (اس پیغام کے متعلق تحقیق کر کے کسی نتیجے پر پہنچو اور پھر جواب دو۔ ورنہ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ تم ہر ایک سے جنگ کرتے پھر رہے ہو تا کہ مالِ غنیمت مل جائے یعنی) تم یہ چاہتے ہو کہ دنیا کی زندگی کا مال ہاتھ لگے۔ (لہٰذا تم مالِ غنیمت کی خاطر مت جنگ کرو) کیونکہ اللہ کے پاس بہت اموالِ غنیمت ہیں۔ اس سے پہلے تم ایسے ہی تھے (اور مالِ غنیمت کے لئے لڑا کرتے تھے لیکن اب تمہیں یہ ضابطہ دے کر) اللہ نے تم پر احسان کیا ہے۔ (کیونکہ اس سے تمہاری زندگی کے مقاصد کا تعین ہو گیا۔ لہٰذا، اب تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ معاملے کی پوری پوری) تحقیق کر لیا کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کام بھی کرتے ہو، اللہ کو اس کی مکمل خبر ہوتی ہے (یعنی انسان جو کام بھی کرتا ہے وہ اللہ کے قوانین کی گرفت میں ہوتا ہے اس لئے انسان کو اس حقیقت سے ہر وقت آگاہ رہنا چاہئے)۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ

اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ۙ

95- اہلِ ایمان میں سے وہ لوگ جو بغیر کسی تکلیف کے بیٹھ رہنے والے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں، (تو یہ دونوں گروہ درجات میں) برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر مرتبہ میں فضیلت بخشی ہے۔ اور اللہ نے سب سے حسین خوشگواریوں کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر عظمت یافتہ اجر کی فضیلت عطا کی ہے۔

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ ع 13 5 10

96- (اس لئے جہاد کے سلسلے میں دی گئی قربانیوں اور کی گئی جدوجہد کے مطابق) اللہ کی طرف سے درجات ہیں اور حفاظت کا سامان اور رحمت ہے۔ اور اللہ تو وہ ہے جو حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ۙ

97- (یہ تو تھی ان لوگوں کے درجات کے بارے میں آگاہی جو نازل کردہ سچائیوں اور مستقل اقدار کے تحفظ کے لئے جہاد اور جدوجہد کرتے ہوئے اپنی ذات کی نشو ونما کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کے برعکس) یہ حقیقت ہے کہ جن لوگوں کی زندگی کے دن پورے ہو جاتے ہیں اور فرشتے (آتے ہیں) اور انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہوتا ہے (یعنی انہوں نے مستقل قدروں سے بغاوت کر کے اپنے نفسوں کی نشو ونما تباہ کر دی ہوتی ہے یعنی اپنے نفسوں کے حقوق پورے نہیں کئے ہوتے تو) وہ ان سے دریافت کرتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور و بے بس تھے (اس لئے اللہ کے احکام پر عمل نہ کر سکے)۔ فرشتے (جواباً) کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ لہٰذا (ان کے بہانے قبول نہیں کیے جائیں گے۔ چنانچہ) یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُرا مقام ہے۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ۙ

98- البتہ (اس سلسلے میں ان لوگوں) میں ایسے مرد، عورتیں اور بچے (بالکل قصوروار اور گنہگار نہیں ہیں) جو واقعی اس قدر مجبور و بے بس تھے کہ انہیں نہ تو کسی تدبیر پر استطاعت حاصل تھی اور نہ ہی کسی راستے کی جانب رہنمائی تھی (کہ وہاں سے

نکل کر کہیں محفوظ جگہ پر چلے جاتے)۔

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾

99- لہٰذا، یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ضرور اُنہیں تکلیف و مشقت سے بچا کر آگے بڑھائے گا (عفو) اور اللہ تو وہ ہے جو درگذر کرنے والا اور خطاؤں کے بُرے اثرات دور کر کے اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے۔

ع 14 4 11

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع

100- بہر حال، جو کوئی اللہ کی راہ (یعنی نازل کردہ مستقل اقدار کے تحفظ و دفاع کے عظیم مقصد کی خاطر) اپنے وطن کو چھوڑ دے گا تو اسے زمین میں اور کئی وسیع مقامات میسر آ جائیں گے (جو پناہ کا کام دیں گے)۔ اور جو شخص بھی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے (یعنی اللہ کے احکام کو تسلیم کرتے ہوئے رسوؐل کی فرماں برداری کی خاطر اپنے وطن سے نکل کھڑا ہو، مگر منزل ملنے سے پہلے ہی راستے میں) اسے موت آ جائے تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور اللہ تو وہ ہے جو اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ ق اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾

101- اور (اے اہلِ ایمان) جب تم سفر پر ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز کو مختصر کر لو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں کسی فتنہ میں مبتلا کر دیں گے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ کافر تمہارے کھلے کھلے دشمن ہیں (وہ ہر وقت تمہاری گھات میں ہیں تا کہ تمہیں نقصان پہنچائیں)۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ قف فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ ص وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾

102- اور (ایسے حالات میں) جب تم ان میں ہو (یعنی لشکر کا وہ رہنما جو میدانِ جہاد میں لشکر کے ساتھ ہو) تو ان کے لئے نماز قائم کرو۔ لہٰذا، ان میں سے ایک گروہ کو تمہارے ساتھ (نماز کی ادائیگی کے لئے) کھڑا ہونا چاہیے اور انہیں اپنے

ہتھیار بھی لئے رہنا چاہیں۔ پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو تم لوگوں کے پیچھے ہو جائیں اور دوسرے گروہ کو جنہوں نے نماز ادا نہیں کی، آ جانا چاہیے۔ کیونکہ کافر (یعنی وہ لوگ جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے، یہ) چاہتے ہیں کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر اچانک حملہ کر دیں۔ اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اگر تمہیں بارش کی وجہ سے کوئی تکلیف ہو یا بیمار ہو تو ہتھیار (ہوشیار رہتے ہوئے اتار کر) رکھ دو اور اپنا سامانِ حفاظت لیے رہو۔ (مگر یہ بھی) حقیقت ہے کہ نازل کردہ سچائیوں سے انکار کر کے سرکشی کرنے والوں کے لئے عذابِ مھین تیار کر رکھا ہے (یعنی ایسا عذاب جس میں اللہ کی نازل کردہ سچائیوں کے خلاف کی جانے والی کوششیں ذلت ورسوائی میں بدل جاتی ہیں اور انجامِ کار ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے)۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾

103- بہرحال، جب تم نماز ادا کر چکو (تو یہ نہ سمجھو کہ اللہ کا فرض ادا ہو گیا۔ کیونکہ نماز تو صلوٰۃ کا صرف ایک جز ہے اور صلوٰۃ تو تمہاری ساری زندگی پر محیط ہے۔ اسی لئے اس کے بعد) تم اٹھتے، بیٹھتے اور اپنی ہر ہر کروٹ میں اللہ کا ذکر جاری رکھو (یعنی اللہ کے احکام وقوانین کی آ گاہی حاصل کرنا جاری رکھو)۔ اور جب تم (حالات کے مطابق) مطمئن ہو جاؤ تو پھر اپنی نماز (عام انداز) سے قائم کرو۔ یقیناً نماز اہلِ ایمان پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٠٤﴾ ع 15 ع 4 12

104- اور (یاد رکھو! میدانِ جنگ میں) تم (دشمن) قوم کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرو۔ کیونکہ اگر (پیچھا کرنے میں) تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو انہیں بھی (ایسی ہی) تکلیف پہنچتی ہے جیسی تکلیف تمہیں پہنچ رہی ہے حالانکہ تم اللہ سے (خوشگواریوں اور سرفرازیوں کی) جو امیدیں رکھتے ہو وہ ان کی امیدیں نہیں رکھتے۔ اور اللہ تو وہ ہے جو لامحدود علم والا ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿١٠٥﴾ لا

105- (یہ تو تھے جنگ کے بارے میں کچھ اصول اور تدابیر لیکن اس کے علاوہ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ، اے رسولؐ) یقیناً ہم نے تمہاری طرف سچائیوں سے بھری ہوئی کتاب نازل کی ہے تا کہ (یہ جو راہ) اللہ نے تمہیں دکھائی ہے تم اس کے مطابق انسانوں کے درمیان حکم صادر کرو۔ لیکن ایسا کبھی نہ کرنا کہ خیانت کرنے والوں کی طرفداری میں جھگڑنے والے

بن جاؤ (یعنی کسی حکمران کو اجازت نہیں کہ وہ خیانت کرنے والوں کا ساتھ دے یا اُنہیں نظر انداز کرے)۔

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ﴿۱۰۶﴾

106-اور (اس سے بھی آگاہ رہو کہ انسانی معاملات کے فیصلے بہت نازک ہوتے ہیں کیونکہ ان پر انسانی میلانات اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اس لئے) اللہ سے حفاظت مانگتے رہو۔ یقیناً اللہ تو وہ ہے جو حفاظت میں لے لینے والا ہے اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۙۚ﴿۱۰۷﴾

107-اور (یاد رکھو! ہر نفس منسلک ہے جسم، زندگی، توانائی، جان، شعور، عقل، جذبات، احساسات، روح اور موت وغیرہ سے اور انسان کے نفس کے انسان پر حقوق ہیں تاکہ اس کی نشوونما ہوتی رہے اور یہ توانا رہے 91/7,9 اور اس کی نشوونما سچائیوں پر قائم رہنے سے ہوتی ہے۔ اس لئے) تم ایسے لوگوں کی طرفداری میں مت جھگڑا کرو جو اپنے ہی نفس سے دھوکہ کر رہے ہوتے ہیں۔ یقیناً اللہ کسی (ایسے شخص) سے محبت نہیں کرتا جو خیانت کرنے والا گنہگار ہو (یعنی جو اپنے ہی نفس کا ہمدرد نہیں اور اسی کے حقوق میں خیانت کرتا ہے تو کسی اور امانت کا کیا تحفظ کر سکے گا)۔

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾

108-(ایسے لوگوں کو علم ہونا چاہیے کہ) وہ انسانوں سے (یعنی اپنے آپ سے یا دوسروں سے کی گئی زیادتیاں) چھپا سکتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپا سکتے (کیونکہ وہ تو اس وقت بھی) ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں (کو چھپ چھپ کر) کسی ایسی بات سے متعلق مشورہ کرتے ہیں جسے اللہ پسند نہیں کرتا۔ (مگر انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ) وہ جو عمل کرتے ہیں (وہ سارے کے سارے اللہ کے) گھیرے میں ہیں۔

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَاۤءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قف فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾

109-پورے ہوش و حواس سے سن رکھو کہ! تم وہ لوگ ہو جو دنیا کی زندگی میں ان کی طرف سے جھگڑتے ہو (جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کر رکھا ہے مگر یہ بتاؤ کہ) جب قیامت کے دن (ان کے اعمال کے نتائج سامنے آئیں گے تو) پھر کون ایسا شخص ہے جو ان کی طرف سے اللہ کے ساتھ جھگڑے گا یا کون ہے جو (اس دن) ان پر وکیل ہوگا؟

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۤءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾

110- مگر (اس حقیقت سے بھی آگاہ رہو کہ) جو کوئی بُرا کام کرے یا اپنے ہی نفس پر ظلم کرے لیکن پھر (باز آ کر) اللہ سے حفاظت کی التجا کرے تو وہ اللہ کو حفاظت میں لے لینے والا پائے گا کیونکہ وہ سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾

111- اور جو شخص کوئی گناہ کمائے تو بس (اس نے) یہ کمائی صرف اور صرف اپنے ہی نفس پر کر لی (یعنی اپنے ہی نفس کے خلاف کر لی) اور اللہ تو وہ ہے جو لامحدود علم و حکمت والا ہے۔ (اِس لئے جس دن اعمال کی جزا و سزا کا فیصلہ ہو گا تو اُس دن ہر انسان سے کہہ دیا جائے گا کہ تم آج اپنی کِتاب پڑھ لو آج تمہارا نفس خود تمہارا حساب لینے کے لئے کافی ہے، 17/14)۔

ع 16 8 13

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾

112- اور جو شخص کوئی خطا کرے یا گناہ کمائے تو پھر اس کی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے تو اس نے یقیناً ایک بہتان اور واضح گناہ (کے بوجھ) کو اٹھا لیا۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

الثلثة

113- اور (اے محمدؐ) یہ تو اللہ نے تجھے فضیلت دے رکھی ہے اور قدم بہ قدم تمہاری مدد و رہنمائی سے تمہیں کمال عطا کر رکھا ہے (کہ نہ تمہیں کم تر کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی بہکایا جا سکتا ہے ورنہ تمہارے مخالفین) میں سے ایک گروہ نے تو تمہیں بہکانے کا پورا پورا ارادہ کر لیا تھا۔ حالانکہ (انہیں اپنی عقل سے کام لینا چاہیے تھا کہ اس طرح تو) وہ محض اپنے ہی نفسوں کو گمراہ کر رہے ہیں (یعنی تم تو اللہ کے احکام کی روشنی دینے والے ہو، 5/15 اور اس روشنی سے منہ موڑنے والے خود ہی اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں جبکہ روشنی کا منہ جس طرف بھی پھیر دیا جائے گا وہ روشن ہی کرے گی)۔ لہٰذا، تمہیں تو وہ کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں سکتے کیونکہ اللہ نے تم پر ضابطۂ حیات نازل کیا اور تمہیں وہ دانش عطا کی جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلہ کرنے والی ہے اور تمہیں وہ علم عطا کر دیا جو تم نہیں جانتے تھے۔ چنانچہ اللہ کی تم پر عظمت یافتہ فضیلت کی عنایت ہے۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ

مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

114-(اور یہ جولوگ ہیں) ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں ہوتی، سوائے اس شخص کے جو کسی صدقے یا قانون وقاعدے کے مطابق کاموں کا یا انسانوں کے درمیان سنور نے سنوارنے کے لئے غلط راہ سے نکل کر درست راہ پر چلنے کا حکم دیتا ہے۔ (یادرکھوکہ) جوکوئی یہ کام اللہ کی مرضی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو وہ وقت دُور نہیں جب ہم اس کو ایسا صلہ دیں گے جو عظمت یافتہ ہوگا۔

(**نوٹ**: (حکم دینے کا تعلق اہلِ اختیار سے ہے، لہٰذا، یہ آیت عام فرد کے علاوہ خصوصی طور پر ملک کے اہلِ اختیار کے لئے ہے جو ان سے عملاً پابندی کا تقاضا کرتی ہے)۔

ع 17 3 14

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ ع

115-اور جو شخص رسول (محمدؐ) کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس پر ہدایت واضح ہو چکی اور اہلِ ایمان سے الگ راستہ اختیار کرلے تو ہم اسے اسی طرف پھیرے رکھیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہو اور (آخرِ کار) اسے دوزخ میں ڈال دیں گے جو بہت ہی بُرا مقام ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

116-(اے نوعِ انسان) اس میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں کہ اگر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے تو وہ (ایسا کرنے والے کو) اپنی حفاظت فراہم نہیں کرتا مگر اس کے علاوہ جسے مناسب سمجھتا ہے (اس کے گناہ سے درگزر کرکے اسے اپنی) حفاظت فراہم کردیتا ہے۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے (یعنی اللہ پر بھروسہ کم کرکے اس کے اختیار واقتدار میں کسی اور کو بھی شامل کرلے) تو یقیناً اس کی یہ غلط راہ اسے درست راہ سے دُور تر کرتی چلی جائے گی (کیونکہ پھر اسے اللہ تو یاد نہیں رہے گا مگر دوسری ہستیوں کا خوف ووہم اور عقیدت اسے گھیرے میں لئے رکھے گی)۔

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لا

117-ایسے لوگ اللہ کو چھوڑ کر اُن سے التجائیں کرتے ہیں جو (اللہ کے مقابل) بالکل ہی کوئی قوت نہیں رکھتے۔ اور یہ شیطان سے التجائیں کرتے ہیں جس نے سرکشی اختیار کررکھی ہے۔

وقف لازم

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ لا

118-(حالانکہ شیطان کو) اللہ نے اپنی محبت سے دُور کر رکھا ہے۔ اور اس نے (اللہ سے یہ) کہہ کر (اجازت لے رکھی ہے کہ) میں تیرے بندوں میں سے ایک حصہ کو ضرور اپنی گرفت میں لے لوں گا (اور انہیں ایسی راہ پر چلاؤں گا جو واضح طور پر اللہ کے احکام کے خلاف ہوگی، 4/119)۔

وَّلَاُضِلَّنَّهُمۡ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمۡ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَّخِذِ الشَّيۡطٰنَ وَلِيًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِيۡنًاؕ ﴿۱۱۹﴾

119-اور میں انہیں ضرور (اطمینان و سربلندی عطا کرنے والی) درست راہ سے ہٹا دوں گا۔ اور انہیں ضرور غلط امیدیں دلاؤں گا۔ اور میں انہیں ضرور حکم دیتا رہوں گا چنانچہ (وہ توّاہم میں مبتلا ہو کر مرادیں حاصل کرنے کے لئے) جانوروں کے کانوں تک کو چیر دیا کریں گے۔ اور میں انہیں ضرور حکم دیتا رہوں گا چنانچہ وہ اللہ کی تخلیقات (جو کہ نوعِ انسان کو خوشگواریاں، اطمینان اور سرفرازیاں عطا کرنے والی ہیں) ان میں ایسا تغیر پیدا کر دیا کریں کہ وہ (تباہیاں اور بربادیاں پیدا کرنے والی بن جائیں)۔ مگر (اے نوعِ انسان! یاد رکھو کہ) جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا سرپرست بنا لے گا تو وہ یقیناً ایسے واضح خسارے میں مبتلا ہو جائے گا جو نقصان در نقصان کرتا جائے گا۔

يَعِدُهُمۡ وَيُمَنِّيۡهِمۡ‌ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۱۲۰﴾

120-(کیونکہ یہ) شیطان اُن سے (بڑے پرکشش) وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں (پوری ہونے کے مژدے سناتا) ہے۔ مگر شیطان کے وعدے سوائے دھوکا اور فریب کے کچھ نہیں ہیں۔

اُولٰٓـئِكَ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوۡنَ عَنۡهَا مَحِيۡصًا ﴿۱۲۱﴾

121-(لہٰذا، وہ لوگ جو شیطان کو اپنا سرپرست بنا بیٹھے ہیں تو) یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہاں سے بھاگنے کی انہیں کوئی راہ میسر نہیں آئے گی۔

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا‌ؕ وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيۡلًا ﴿۱۲۲﴾

122-اور (ان کے برعکس) وہ لوگ جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے امن و بےخوفی کی راہ اختیار کر لیں گے اور ایسے عمل کرتے رہیں گے کہ انسانوں کو سنورنے سنوارنے کے لئے غلط راہ سے نکال کر درست راہ پر ڈال دیا کریں تو انہیں ایسے باغوں میں داخل کر دیا جائے گا جہاں نہ ختم ہونے والی مسرتیں ہوں گی اور جن کے نیچے شفاف پانیوں کی ندیاں رواں ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ (ان سے لطف اندوز ہوں گے)۔ اللہ کا

ان سے یہ وعدہ حقیقت پر مبنی ہے اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ سچائی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۱۲۳

123-(اور اے اہلِ ایمان! یقین کر لو کہ بہترین نتائج کا میسر آنا) نہ ہی تمہاری آرزوؤں پر مبنی ہے اور نہ ہی ان لوگوں کی (آرزوؤں پر مبنی ہے) جو اہلِ کتاب ہیں۔ (حقیقت یہ ہے کہ) جو کوئی بھی بُرائی کرے گا تو اسے اس کا بدلہ ملے گا۔ اور وہ اللہ کے علاوہ اپنا کوئی سرپرست اور مددگار نہیں پا سکے گا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝۱۲۴

124-اور (اس کے برعکس) جو کوئی بھی ایسا عمل کرے گا جو خرابیاں دُور کر کے بہتریاں پیدا کرنے کا باعث بنے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو بس یہی وہ لوگ ہوں گے جو جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ تل کے برابر بھی بے انصافی و زیادتی نہیں کی جائے گی۔

(**نوٹ**: ایسا کیوں ہے کہ اللہ نیکی صرف اس کی قبول کرے گا جو مومن ہو؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیکی کا احساس اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب اسے یہ خوف ہو کہ اسے بدی کا حساب دینا پڑے گا اور یہ حساب بدی کرنے والے کو اسی ہستی کو دینا پڑے گا جو ہر وقت اسے دیکھ رہا ہے اور ہر وقت اسے سن رہا ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ ان سچائیوں کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ بدی سے بچنے کے لئے نیکی نہیں کرتا بلکہ کسی عارضی احساس کے تحت ایسا عمل کر رہا ہوتا ہے جب کہ بدی سے بچنے کے لئے قانون کا خوف تو ہو سکتا ہے مگر اس کے اندر کوئی خوف نہیں جو اسے بدی سے روک سکے۔ لہٰذا، جہاں قانون کی گرفت اس تک نہ پہنچ سکتی ہو وہاں اسے روکنے والا کوئی نہیں۔ دوسرے یہ کہ نیکی اور بدی کے پیمانے تو خود عقلِ انسانی کے پاس کبھی بھی نہیں تھے۔ نیکی کے پیمانے جو انسانی اطمینان، خوشگواری، آسانی، سرفرازی، بے خوفی اور ترقی کا باعث بنتے ہیں وہ سارے کے سارے رسولوں کے ذریعے وحی کی وجہ سے میسر آئے ہوئے ہیں۔ افراد یا قوموں کی عقلِ انسانی تو صرف نیکی اور بدی کے ان پیمانوں کی بنیاد پر اپنے آئین، قاعدے، قوانین، اصول اور منصوبے تیار کرتی ہے۔ چنانچہ نیکی کرنے والا اگر ان پیمانوں سے ہی انکار کرنے والا ہے تو وہ کون سی نیکی کرے گا؟ اور اس کے عمل کو کس پیمانے کے تحت نیکی کہا جائے گا؟ تیسرے یہ کہ نیکی کرنے والا اگر مومن نہیں تو وہ تحقیق کر کے دیکھ لے تو وہ اسی نتیجے پر پہنچے گا کہ نیکی اور بدی کے پیمانے جو نازل ہوتے رہے وہ واضح اور درست اور مکمل شکل میں سوائے قرآن کے کہیں محفوظ اور میسر نہیں ہیں۔ اور وقت کی لہروں پر سفر کرتے ہوئے یہی پیمانے اقوامِ عالم کی آگاہی کا سبب بنے۔ چوتھے یہ کہ نیکی اور بدی کے پیمانوں کی آخری اور مکمل شکل میں سچائیاں محمدؐ کی نسبت سے قابلِ فہم ہیں جو کہ وہی ہیں جو قرآن میں ہیں۔ اور ان کی سچائی اور درستگی کا پیمانہ بھی قرآن ہی ہے۔ لہٰذا، نیکی کرنے والے کا عمل اور احساس منطقی اور اصولی طور پر قرآن سے جڑا ہوتا ہے۔ لیکن جو اس کا انکار کرتا ہے وہ یہ پیغام دے رہا ہوتا ہے کہ وہ جو عمل کر رہا ہے وہ صرف عمل ہے نیکی نہیں

ہے۔ اسی طرح جو وہ بدی کر رہا ہے وہ بدی نہیں صرف ایک عمل ہے۔ چنانچہ اس طرح نیکی اور بدی کی حدود گڈ مڈ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اسی لئے جو مومن نہیں یعنی جو نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم نہیں کرتا یعنی جو قرآن میں مکمل اور آخری پیمانوں کو تسلیم نہیں کرتا اس کی نیکی صرف عمل ہے نیکی نہیں ہے جس کے پیچھے کسی نیکی کا احساس نہیں کیونکہ کوئی پیمانہ نہیں۔ اس لئے کسی غیر مومن کی نیکی اللہ کو قبول نہیں۔ ایسے ہی وہ لوگ جو قرآن سے انکار کر کے بعض دوسری کتابوں کو ہی تسلیم کرتے ہیں جو قرآن سے پہلے کی نازل شدہ ہیں تو وہ جامع، مسلسل، واضع، درست اور مکمل پیمانوں سے محروم ہونیکی وجہ سے جزوی نیکی کو اپناتے ہیں (4/51) جبکہ نیکی زندگی کے سارے معاملات میں روشنی کے طور پر قائم ہوتی ہے اور ان معاملات کے کئی پہلو ہیں جیسے کہ: انسان کا اللہ سے تعلق۔ انسان کا کائنات سے تعلق۔ انسان کا انسان سے تعلق۔ انسان کا اپنی ذات سے تعلق۔ انسان کا مرنے کے بعد کی زندگی سے تعلق وغیرہ۔ اگر ان سب سے تعلق نیکی یعنی خیر کی بنیاد پر ہو تو نتائج کچھ اور نکلتے ہیں اگر جزوی بنیاد پر ہوں تو نتائج کچھ اور نکلتے ہیں۔ خیر اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب اللہ کے اختیار میں کسی اور کو شامل نہ کیا جائے یعنی شرک نہ کیا جائے۔ لہٰذا نیکی ایک معاملے سے دوسرے معاملے کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر اگر انسانی دنیا میں ''نکاح'' ختم کر دیا جائے تو مرد اور عورت کا آپس میں احترام، خاندان اور رشتوں کے وقار، احترام و محبت، سپردگی، قربانی، ایثار و انصاف وغیرہ کے پیمانے کن بنیادوں پر طے ہوں گے یعنی جب لفظ ''ماں'' ان الفاظ میں بدل جائے ''جنم دینے والی عورت'' اور ''بیٹا'' کا لفظ'' ان الفاظ میں بدل جائے۔ ''جنم دیا گیا مرد'' تو درمیان میں کونسا پیمانہ ہوگا جو اس احساس کو پیدا کرے گا۔ کہ ''جنم دینے والی عورت'' جنم دیے گئے لڑکے کے لئے محترم ہے؟ جبکہ انسان جنگل کی زندگی گزارنے کے بعد اس سچائی کو حاصل کر سکا ہے کہ نکاح ضروری ہے۔ لہٰذا، خیر یعنی نیکی ایک جامع اور مکمل ضابطہءِ ہدایت ہے جو صرف قرآن میں محفوظ ہے اسی لئے کسی غیر مومن کی نیکی اللہ کو قبول نہیں۔ بہر حال، بہت سی وجوہات میں مذکورہ وجوہات بھی ایسی ہیں جو یہ آگاہی دیتی ہیں کہ کس وجہ سے اللہ کو صرف مومن کی یعنی ایسے کی جس نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے امن و اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر رکھی ہو کی ہی نیکی قبول ہے اور وہی جنت میں داخل ہوگا)۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾

125- اور (اے نوعِ انسان! زندگی کے اصولوں کی روشنی آگاہی دیتی ہے کہ) اس نظامِ زندگی سے زیادہ حسین (نظام) اور کون سا ہو سکتا ہے جس میں کوئی شخص اپنا چہرہ (یعنی اپنی پوری کی پوری ذات کو) اللہ کے احکام کے سامنے سرنگوں کر دے۔ اور زندگی میں حسن و توازن پیدا کرنے میں مصروف ہو جائے۔ اور اس مسلک کی پیروی کرے جسے ابراہیم نے اللہ کے احکام کے خلاف جانے والی تمام سمتوں سے منہ موڑ کر اختیار کیا تھا۔ اور (اس کا نتیجہ یہ تھا کہ) اللہ نے ابراہیم کو اپنا مخلص دوست بنا لیا تھا۔

ع 18 11 15 وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿١٢٦﴾

126-اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾

127-اور (اس نظامِ زندگی کا وہ گوشہ جو عائلی زندگی کے بارے میں ہے اور جس کے لئے پہلے بھی آگاہی دی جا چکی ہے، اے رسولؐ! یوں ہے کہ) لوگ تم سے عورتوں کے بارے میں تازہ و توانا علمی آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے کہو! کہ ان کے متعلق اللہ تمہیں ان احکام (کے تسلسل میں جو پہلے) کتاب میں دیے جا چکے ہیں، یتیم عورتوں کے بارے میں اٹل آگاہی دے رہا ہے کہ تم ان کے وہ (حقوق) تو دیتے نہیں جو ان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں اور چاہتے ہو کہ ان کے ساتھ خود نکاح کر لو۔ اور (یاد رکھو کہ) بے بس بچوں کے بارے میں اور یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو اور جو بھی تم خیر کا کام کرتے ہو تو یہ حقیقت ہے کہ اللہ اسے مکمل طور پر جانتا ہے۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾

128-اور (جو عورتیں سرکشی پر اتر آئیں تو ان کے متعلق 4/34 میں حکم دیا جا چکا ہے۔ اس کے برعکس) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا خوف رکھتی ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں کسی مناسب بات پر صلح کی بات طے کرلیں۔ اور صلح اچھی چیز ہے۔ (مصالحت کے معاملہ میں عام طور پر لین دین کا سوال رکاوٹ بن جاتا ہے اور معاملات سلجھنے نہیں پاتے۔ اس لئے کہ انسان کی) طبیعت میں بخل ہوتا ہے لیکن اگر تم (اس جذبہ پر قابو پا کر) حُسنِ سلوک سے کام لو اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام سے چمٹے رہو (تو نتائج بھی حسین و خوشگوار نکلیں گے) کیونکہ یقیناً اللہ تمہارے اس طرزِ عمل سے بے خبر نہ ہوگا۔

(**نوٹ**: آیت 4/34 میں یہ آگاہی دی گئی ہے کہ اگر بیوی سرکش و نافرمان ہو تو اُس سے تعلقات کے معاملات میں کیا طریقے سلیقے اختیار کیے جانے چاہییں جبکہ اِس آیت 4/128 میں یہ آگاہی دی گئی ہے کہ اگر شوہر بیوی کے ساتھ زیادتی و بے رغبتی کر رہا ہو تو اِس کے لئے آیت کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جھگڑوں میں پڑے رہنے سے بہتر ہے کہ بیوی صلح مند طریقے سے علیحدگی اختیار کر لے اور اِس سلسلے میں لین دین کے معاملات کو کنجوسی کی نظر نہ ہونے دے تا کہ معاملات صلح مند طریقے سے طے پا جائیں کیونکہ صلح مند طریقے سے معاملات کا طے پا جانا جھگڑتے رہنے سے یا جھگڑوں کی بنیاد پر معاملات کے طے پانے سے

کہیں زیادہ بہتر ہے۔ البتہ بعض مفسرین اِسی آیت 4/128 کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ جس بیوی کو اپنے شوہر سے زیادتی یا بے رغبتی کا خوف ہو تو میاں بیوی آپس میں صلح کرلیں کیونکہ صلح زیادتی و بے رغبتی سے بہتر ہے)۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾

129-اور (اگلی بات بیویوں کے سلسلے میں، جیسا کہ 4/3 میں آگاہی دی جا چکی ہے، یوں ہے کہ) تم کتنا بھی چاہو (مگر) تم ہرگز اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ بیویوں کے درمیان عدل رکھ سکو۔ لہٰذا، تم مت (اس طرح ایک کی طرف) پورا جھک جاؤ کہ دوسری لٹکتی ہوئی رہ جائے۔ اور اگر تم سے (اس سلسلے میں کوتاہیاں ہوگئی ہیں تو اپنی) اصلاح کر لو۔ اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام سے چمٹے رہو کیونکہ اللہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾

130-اور اگر (میاں بیوی کے درمیان نباہ کی کوئی صورت ممکن نہ رہے اور مصالحتی کوششیں بھی ناکام ہو جائیں اور میاں بیوی) جدا ہو جائیں، تو اللہ ہر ایک کو اپنی وسعت سے محتاج نہیں رہنے دے گا کیونکہ اللہ لامحدود وسعتوں والا اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدوں کے پیشِ نظر فیصلے کرنے والا ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾

131-اور (کیا تم نے کبھی غور کیا کہ تمہیں کیوں بار بار کہا جا رہا ہے کہ اللہ کے احکام و قوانین سے چمٹ جاؤ اور ان کے مطابق زندگی بسر کرو کیونکہ ذرا خارجی کائنات پر غور کرو کہ کس طرح ہر شے نشوونما پاتے ہوئے کمال تک پہنچ رہی ہے اس لئے کہ) جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے، اللہ ہی کا ہے۔ (اور سب کا سب اللہ کے احکام میں سرگرمِ عمل ہے، 57/1)۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی، انہیں یہ بات کہہ دی تھی اور تمہیں (بھی وہی بات کہتے ہیں کہ) تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین اختیار کرلو اور اگر تم انکار کروگے تو (یاد رکھو کہ) اس میں کوئی شک و شبہ والی بات ہی نہیں کہ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے، وہ اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ ہرگز کسی بھی بات کا محتاج نہیں کیونکہ وہ اپنی لامحدود صفات میں اس قدر بے نقص اور بے خطا ہے کہ اس پر خود بخود تحسین و آفرین طاری رہتی ہے (حمید) (اس لئے تمہارا اقرار کرنا یا انکار کرنا اللہ کے لئے کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں

رکھتا)۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۱۳۲

132-اور (اسی لئے) جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے (تو اس سارے نظام کو کسی مددگار یا کسی کارساز کی ضرورت نہیں) اور اس کی کارسازی کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝۱۳۳

133-(کائنات کی ہر شے اللہ کے احکام کی پابند ہے 57/1۔ لیکن انسان کا معاملہ مختلف ہے۔ یہ چاہے تو اللہ کے احکام کو تسلیم کرلے چاہے تو انکار کردے 18/29۔ اور یہ اختیار اللہ ہی کی مرضی کے مطابق ہے ورنہ) اے نوعِ انسان! اگر وہ چاہے تو تمہیں ختم کر کے (تمہاری جگہ) دوسروں کو لے آئے (جو ایسی مخلوق ہو کہ کائنات کی دیگر اشیاء کی طرح بے چون و چرا اللہ کے قوانین کی اطاعت کرتی جائے) اور اللہ ایسا کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ۝۱۳۴ ع 19 8 16

134-(لیکن اللہ انسان کا یہ اختیار ختم نہیں کرنا چاہتا، بلکہ اس نے یہ آگاہی دے رکھی ہے کہ) جو کوئی دنیا ہی میں بہترین نتائج کا صلہ چاہتا ہے (تو اسے جان رکھنا چاہیے کہ) اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت (دونوں) کے لئے بہترین نتائج کا صلہ ہے۔ (اس لئے اسے دونوں کے لئے جدوجہد کرنی چاہیے۔ کیونکہ) اللہ تو وہ ہے جو سب کچھ سنتا ہے اور سب کچھ دیکھتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۳۵

135-اے اہلِ ایمان! تم انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے ہو جاؤ، چاہے (یہ گواہی) خود تمہارے اپنے یا (تمہارے) والدین یا (تمہارے) رشتہ داروں کے ہی خلاف ہو۔ (اس بات کی پروانہ کرو کہ جس کے خلاف گواہی ہے وہ) مالدار ہے یا محتاج ہے۔ اللہ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے۔ لہٰذا تم اپنی خواہشات کی پیروی میں عدل سے نہ ہٹ جاؤ۔ اور اگر تم (گواہی کے سلسلے میں گول مول یا) پیچیدا بات کرو گے یا (سچی شہادت دینے سے) پہلو تہی کرو گے تو (یاد رکھو کہ اس ذمہ داری کے نتائج کا سامنا تمہیں کرنا پڑے گا۔ کیونکہ) حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان سب کاموں سے باخبر ہوتا ہے جو تم کرتے رہتے ہو (اس لئے تم اللہ کو کبھی بھی دھوکہ نہیں دے

سکتے)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝١٣٦

136-(اس نظامِ زندگی کے قیام و استحکام کے لئے ایک اور بنیادی حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کے گھر پیدا ہو جانے سے کوئی مسلمان نہیں ہو جاتا، اس کے لئے اللہ کا حکم یوں ہے کہ) اے وہ لوگو جو ایمان لاتے ہو تو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر (یعنی قرآن پر) جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو اس نے (اس سے) پہلے نازل کی تھی ایمان لاؤ۔ اور جو کوئی اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرے گا تو اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ وہ ایسی غلط راہ پر پڑ جائے گا جو اسے درست راہ سے دُور سے دُور تر کرتی جائے گی (کیونکہ اس طرح اچھے اعمال کے نتائج کی آرزو کی مسرت اور بُرے اعمال کے تباہ کن نتائج کے خوف کا احساس ختم ہونے کی وجہ سے نیکی اور بدی کے پیمانے بھی ختم ہو جائیں گے اور انسانی زندگی اطمینان سے دُور سے دُور تر ہوتی جائے گی)۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ؕ۝١٣٧

137-(اس سلسلے میں) یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ (پہلے کسی مفاد یا تذبذب کی بناء پر) ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے، (اسی طرح) پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے، پھر کفر میں اور بڑھ گئے تو اللہ ہرگز انہیں حفاظت فراہم نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی رہنمائی درست اور روشن راہ کی جانب کرے گا (کیونکہ اللہ اُس کی رہنمائی کرتا ہے جو اس کی مرضی کے مطابق چلے 5/16)۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا ۙ۝١٣٨

138-(اسی طرح، اے رسولؐ!) تم منافقوں کو یہ خبر کر دو کہ ان کے لئے (ان کی منافقت کی وجہ سے) دردناک عذاب ہے (جس کا انہیں سامنا کرنا پڑے گا)۔

الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ؕ۝١٣٩

139-(کیونکہ یہ) ایسے لوگ ہیں جو اہلِ ایمان کی بجائے کافروں کو اپنا سرپرست بناتے ہیں (اور ان سے اپنے دوستانہ تعلقات پختہ کرتے ہیں)۔ کیا یہ ان کے پاس عزت و قوت تلاش کرتے ہیں؟ حالانکہ (انہیں علم ہونا چاہیے کہ)

ساری کی ساری قوت وعزت یقیناً اللہ کے لئے ہے (یعنی ہر طرح کی عزت وقوت اللہ کے قوانین کے مطابق ہی حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ اللہ کے قوانین عزت وقوت والے ہیں)۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖٓ ۖ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا ۙ﴿۱۴۰﴾

140- بہر حال، یہ حقیقت ہے کہ (اللہ نے) تم پر کتاب میں یہ (آگاہی) نازل کردی ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کے احکام وقوانین کا انکار کیا جارہا ہے اوران کا تمسخراڑایا جارہا ہے تو تم ان لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ (انکار اور تمسخر چھوڑکر) دوسری باتوں کو اپنا موضوع بنالیں ورنہ تم بھی انہی جیسے بن جاؤ گے۔ یقیناً اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک ساتھ جمع کردے گا۔

الَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ بِکُمْ ۚ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰہِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَکُنْ مَّعَکُمْ ۖ وَاِنْ کَانَ لِلْکٰفِرِیْنَ نَصِیْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَیْکُمْ وَنَمْنَعْکُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ فَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا ۧ﴿۱۴۱﴾ ع 20 7 17

141- ان (منافقین کی حالت یہ ہے کہ) یہ تمہارے متعلق انتظار میں رہتے ہیں (کہ فتح وشکست کی خبر ملے)۔ پھر اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فتح ملے تو کہتے ہیں کہ! کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ اور اگر کافروں کو (کامیابی کا) کچھ حصہ مل گیا، تو کہتے ہیں کہ! کیا ہم (اہلِ ایمان کے ساتھ مل کر) تم پر غالب نہیں ہوگئے تھے اور (اس کے باوجود) کیا ہم نے تمہیں اہلِ ایمان سے نہیں بچایا تھا؟ (ان سے کہہ دو کہ یہ دورخی چالیں کب تک چل سکتی ہیں۔ حساب کا فیصلہ کن وقت آ کر رہے گا)۔ لہٰذا، قیامت کے دن اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کردے گا، اور اللہ کافروں کو اہلِ ایمان پر (فضیلت کی) ہرگز کوئی راہ نہ دے گا۔ (بہر حال، اُس دن منافقین اور کافر ایک طرف اور اہلِ ایمان دوسری طرف نکھر کر سامنے آجائیں گے)۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا کُسَالٰی ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ﴿۱۴۲﴾

142- یقیناً منافقین اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں مگر وہ اِن سے اصل کو مخفی رکھے گا (تاکہ یہ خود اپنے ہی دھوکے کے ہاتھوں دورخی چالیں چل کر اپنی ہی چالوں میں الجھے رہیں اور اپنے وقار و نیک نامی سے ہاتھ دھو بیٹھیں)۔ اور جب وہ نماز کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی و بے دلی سے انسانوں کو دکھانے کے لئے کھڑے

ہوتے ہیں اور اللہ کا تو ذکر ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو بہت کم (تا کہ لوگ یہی سمجھیں کہ یہ اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں)۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿١٤٣﴾

143-(حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اُس اطمینان سے محروم ہو چکے ہیں جو یقینِ محکم سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کفرو ایمان) کے درمیان ڈانواڈول ہیں۔ نہ پورے اِس طرف ہیں نہ پورے اُس طرف۔ اور (یادرکھو کہ) جسے اللہ گمراہ ٹھہرا دے تو تم ہرگز اس کے لئے کوئی راہ نہ پاؤ گے (جہاں سے وہ ہدایت حاصل کر سکے۔ کیونکہ اگر اس نے ہدایت حاصل کرنی ہو تو اللہ سے ہی کر سکتا ہے کسی اور سے نہیں۔ اور اللہ اُسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی مرضی کے مطابق چلے 5/16)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٤٤﴾

144-(بہر حال، ایک بار پھر سن لو)۔ اے اہلِ ایمان! (یعنی وہ لوگ جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں، تو وہ) اہلِ ایمان کو چھوڑ کر کافروں سے مت دوستی کریں۔ (لیکن اگر تم اس اصول کو خاطر میں نہیں لاؤ گے) تو کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں اپنی ظاہری باہری طاقت میں لے کر (کچل ڈالے)۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾

145-(یادرکھو کہ) اس میں کوئی شک وشبے والی بات نہیں کہ منافق جہنم کے پست ترین طبقے میں ہوں گے۔ اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٤٦﴾

146- مگر وہ لوگ جنہوں نے غلط راہ کو چھوڑ کر واپس درست راہ اختیار کر لی اور سنور نے سنوارنے کی تگ ودو میں مصروف ہو گئے اور انہوں نے اللہ سے مضبوط تعلق جوڑ لیا اور انہوں نے اپنا دین اللہ کے لئے خالص کر لیا (یعنی نازل کردہ نظامِ زندگی کو اس طرح اپنایا کہ اس میں کسی اور کے احکام کی اطاعت شامل نہ کی) تو یہ اہلِ ایمان کے ساتھ ساتھ ہوں گے۔ اور وہ وقت دور نہیں جب اللہ اہلِ ایمان کو عظمت یافتہ اجر عطا کرے گا۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

147- (اور یہ بھی سوچو کہ) اللہ کیا کرے گا تمہیں عذاب دے کر (یعنی اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ عذاب دے) اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان لے آؤ (یعنی نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی راہ اختیار کر لو)۔ کیونکہ اللہ تو وہ ہے (جو ایمان لانے والوں اور شکر کرنے والوں) کی قدر کرنے والا اور لامحدود علم رکھنے والا ہے (اور جانتا ہے کہ کون واقعی توبہ کرنے والا ہے اور کون سرکشی پر اڑا رہنے والا ہے)۔

الجزء 6

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْۗءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾

148- اللہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کسی (کی نسبت کوئی) ہتک آمیز بات کو شہرت دے۔ البتہ کسی شخص کے حقوق میں کمی کی جا رہی ہو یا ان سے انکار کیا جا رہا ہو (تو اس کے مداوا کے لئے مظلوم کو حق حاصل ہے کہ وہ اُس بُری بات کا اعلانیہ اظہار کرے۔ اور یاد رکھو کہ) اللہ تو سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (اس لئے وہ جانتا ہے کہ تشہیر کس مقصد کے لئے کی جا رہی ہے)۔

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

149- لیکن اگر تم خیر (یعنی دوسروں کے لئے خوشگواری و آسانی پیدا کرنے کی تگ و دو کر رہے ہو) تو تم اس کا چرچا بھی کر سکتے ہو اور اسے پوشیدہ بھی رکھ سکتے ہو یا کوئی (تمہارے ساتھ اگر برائی سے پیش آئے تو تم اس کی) بُرائی سے درگذر بھی کر سکتے ہو۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تو وہ ہے جس نے درگزر کرنے کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ
وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۰﴾

150- یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ (ان بنیادی سچائیوں کو یعنی) اللہ اور اس کے رسولوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان (یوں) فرق پیدا کرنا چاہتے ہیں (کہ کائنات تو اللہ کے قوانین کے تحت چل رہی ہے مگر اُن قوانین کا انسانوں سے تعلق نہیں جو رسولوں کے ذریعے بھیجے گئے ہیں) اور (انسانوں میں ایسے بھی ہیں) جو یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو تو مانتے ہیں (کہ وہ اللہ کی ہی جانب سے بھیجے گئے ہیں۔ مگر) بعض دوسروں کو ہم تسلیم نہیں کرتے (کہ وہ بھی رسول تھے)۔ چنانچہ (وہ اس طرح اقرار اور انکار) کے درمیان کی راہ اختیار کرنے کا ارادہ کرتے رہتے ہیں،

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾

151-(تو یاد رکھو کہ اس طرح کا اقرار کرنے کا راستہ یکسر انکار والا راستہ ہے)۔ اس لئے ایسے لوگوں کو حقیقت میں (ان لوگوں میں شمار کرلیا جائے گا جو) نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کرکے سرکشی اختیار کرلیتے ہیں۔ لہٰذا، ہم نے کافروں کے لئے عذابِ مُھین تیار کر رکھا ہے (یعنی وہ عذاب جس میں اللہ کے احکام وقوانین کے خلاف کی گئی کوششیں ذلت ورسوائی کا باعث بن جائیں گی)۔

ع 21 11 1 وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمۡ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ اُولٰٓئِکَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۵۲﴾ ع

152-اور (ان کے برعکس) جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کے درمیان (ایمان لانے میں) فرق نہ کیا تو وہ وقت دُور نہیں کہ وہ انہیں ان کے صلے عطا کردے گا۔ اور اللہ وہ ہے جو اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد ورہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

یَسۡـَٔلُکَ اَہۡلُ الۡکِتٰبِ اَنۡ تُنَزِّلَ عَلَیۡہِمۡ کِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدۡ سَاَلُوۡا مُوۡسٰۤی اَکۡبَرَ مِنۡ ذٰلِکَ فَقَالُوۡۤا اَرِنَا اللّٰہَ جَہۡرَۃً فَاَخَذَتۡہُمُ الصّٰعِقَۃُ بِظُلۡمِہِمۡ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُمُ الۡبَیِّنٰتُ فَعَفَوۡنَا عَنۡ ذٰلِکَ ۚ وَاٰتَیۡنَا مُوۡسٰی سُلۡطٰنًا مُّبِیۡنًا ﴿۱۵۳﴾

153-(اے رسولؐ) یہ اہلِ کتاب تم سے کہتے ہیں کہ (ہم تمہیں اس صورت میں اللہ کا سچا رسول مانیں گے اگر ایک بنی بنائی) کتاب تم اِن پر آسمان سے اتار کر دکھاؤ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے (خود اپنے رسول) موسیٰ سے اس سے بڑھ کر مطالبے کیے تھے۔ یہ اس سے کہا کرتے تھے کہ! خود اللہ کو واضع طور پر ہمارے سامنے لاکر دکھاؤ۔ مگر پھر یہ اپنی ان زیادتیوں (کے نتیجے میں سزا کے طور پر) ایسی آسمانی بجلی کی گرفت میں آگئے جو تباہیاں لانے والی ہوتی ہے۔ (تب بھی انہوں نے سبق نہ سیکھا) اور پھر بچھڑے کی پرستش شروع کردی، حالانکہ اس سے پہلے ان کے پاس اللہ (کے احکام و قوانین) کے واضح ثبوت آچکے تھے لیکن ہم نے ان سے درگذر کیا اور موسیٰ کو واضع اقتدار وغلبہ عطا کردیا۔

وَرَفَعۡنَا فَوۡقَہُمُ الطُّوۡرَ بِمِیۡثَاقِہِمۡ وَقُلۡنَا لَہُمُ ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّقُلۡنَا لَہُمۡ لَا تَعۡدُوۡا فِی السَّبۡتِ وَاَخَذۡنَا مِنۡہُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا ﴿۱۵۴﴾

154-اور پھر کوہِ طور کو ان کے اوپر بلند کرکے ان سے یہ عہد لیا تھا (کہ آئندہ وہ اللہ کے احکام کی پابندی کریں گے) اور ہم نے ان سے کہا تھا کہ! دروازے پر سجدہ ریز ہوکر (بیت المقدس میں) داخل ہونا۔ پھر ہم نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ! سبت سے متعلق (احکام کی حدوں سے) تجاوز نہ کرنا۔ اور ہم نے ان سے (ایسی تمام باتوں کے لئے) بڑا پختہ عہد لیا تھا

(کہ وہ اللہ کے احکام وقوانین کے مطابق ہی زندگی بسر کریں گے)۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۠﴿۱۵۵﴾

155- لیکن انہوں نے اپنے عہد کی پابندی نہ کی اور اللہ کے احکام وقوانین کا انکار کرتے رہے۔ اور اپنے انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے۔ اور (جب انہیں نازل کردہ احکام وقوانین کی جانب دعوت دی جاتی تو تمسخر اڑاتے ہوئے) وہ کہہ دیتے کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان کے کفر کے باعث ان کے دلوں پر مہر لگا دی (یعنی ان کی وہ صلاحیتیں اور جذبے جو سچائیوں کو تسلیم کرنے والے ہوتے ہیں انہیں بند کر دیا گیا کیونکہ انہوں نے یہی راہ اختیار کی تھی اور اللہ اسی راہ میں مدد کرتا ہے جو کوئی اپنے لئے اختیار کر لیتا ہے 4/115)۔ لہٰذا، چند ایک کے سوا (ایسے لوگوں میں باقی) ایمان نہیں لایا کرتے۔

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ﴿۱۵۶﴾

156- اور (اُن کے جرائم کی فہرست یہیں ختم نہیں ہو جاتی کیونکہ) وہ نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کرتے ہوئے سرکشی (میں اتنا بڑھ گئے کہ) انہوں نے مریم (جیسی پاکباز خاتون) پر زبردست بہتان لگا دیا۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿۱۵۷﴾

157- اور (نہ صرف یہ بلکہ وہ) یہ بھی کہتے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابنِ مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ (حقیقت میں) انہوں نے نہ ہی اس کو (یعنی عیسیٰؑ کو) قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں تو وہ بھی دراصل شک میں ہی مبتلا ہیں اور صرف اپنے گمان کی پیروی کرتے رہتے ہیں۔ اور (اے نوعِ انسان تمہیں یہ آگاہی دی جا رہی ہے کہ) انہوں نے یقیناً عیسیٰ کو قتل نہیں کیا۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

158- بلکہ اللہ نے انہیں اپنی جانب رفعت عطا کر دی۔ اور اللہ تو وہ ہے جو لامحدود غلبہ رکھنے والا ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

(**نوٹ**: رفعہُ لفظ رفع۔ یرفع سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کا مادہ (ر ف ع) ہے۔ اس کے بنیادی مطالب یہ ہیں: بلند کرنا۔ اونچا کرنا اور اٹھا لینا۔ مرتبہ بلند کرنا۔ ناموری، شہرت وغیرہ۔ 19/57 میں حضرت ادریس کے بارے میں ہے ''رفعنہ مکاناً علیاً ''یعنی'' اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھا لیا تھا یعنی بلند مقام عطا کر دیا تھا۔ اور یہی لفظ عیسیٰؑ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

لہٰذا، سیاق وسباق کے مطابق حقیقت یوں محسوس ہوتی ہے کہ یہودیوں نے اپنی طرف سے یہ چاہا کہ عیسیٰؑ کو ہلاک کر دیا جائے تا کہ ان کا پیغمبری مشن ختم ہو جائے لیکن وہ انہیں ہلاک نہ کر سکے بلکہ اس کے برعکس عالمِ انسانیت میں وہ اللہ کے اور زیادہ بلند مرتبہ رسول کے طور پر تسلیم کیے جانے لگے۔ چنانچہ بعض مفسرین کا اس آیت کا یہ ترجمہ کرنا کہ عیسیٰؑ کو آسمان کی جانب اٹھا لیا گیا'' درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ آیت میں آسمان کا کوئی لفظ نہیں ہے اور ویسے بھی اِس آیت میں لفظ رفعہ کا مطلب اگر جسمانی طور پر اوپر اٹھا لینا لیا جائے تو آیت کے اگلے الفاظ اللہ الیہ سے مراد یہ ہو گی کہ اللہ بھی جسمانی طور پر کسی ایک مقام پر ہے جہاں عیسیٰؑ بھی جسمانی طور پر چلے گئے جبکہ اللہ کو کسی مقام تک محدود کر دینا ویسے ہی قرآن کے خلاف ہے۔ لہٰذا، آیت 19/33 کے مطابق وہ پیدا ہوئے انہیں موت ہے اور پھر وہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ اِسی سلسلے میں یہ بھی اہم ہے کہ قرآن میں جہاں بھی رفعہ کا لفظ حضرت عیسیٰؑ کے لئے استعمال ہوا ہے وہاں آیت 19/33 کی طرح حیًا استعمال نہیں ہوا یعنی رفعہ کے ساتھ اگر حیًا استعمال ہوتا تو مطلب ہوتا کہ انہیں زندہ اللہ کی جانب اٹھا لیا گیا یا بلند کر دیا گیا ورنہ یہ مطلب نہیں نکالا جا سکتا۔ اس کے علاوہ ویسے بھی قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں جس کا براہِ راست یہ مطلب ہو کہ عیسیٰؑ کو زندہ اٹھا لیا گیا پھر وہ دوبارہ نازل ہوں گے)۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ﴿۱۵۹﴾

159- اور (وہ) اہلِ کتاب سے نہیں جو اپنی موت سے پہلے لازماً اس (حقیقت) کو تسلیم نہ کر لے (کہ اللہ نے عیسیٰؑ کو اپنی طرف رفعت عطا کر دی تھی یعنی بلند مرتبہ عطا کر دیا ہوا تھا)۔ اور قیامت کے دن (عیسیٰؑ) ان پر گواہ ہو گا (یہ گواہی دینے کے لئے کہ کون ان کے ساتھ کیا کرتا رہا اور کون ان کے دین کے حوالے سے غلط عقیدوں سے چمٹا رہا اور کون بتلائی گئی صداقتوں پر یقین کرتا رہا)۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ﴿۱۶۰﴾

160- اور (اے رسولؐ! یہ ہیں وہ بنی اسرائیل جو تم سے بنی بنائی کتاب آسمان سے اتارنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لہٰذا) یہودیوں کی (اسی قسم کی) زیادتیوں اور سرکشیوں کا نتیجہ تھا کہ ہم نے وہ خوشگوار پاکیزہ چیزیں جو پہلے ان کے لئے حلال تھیں (سزا کے طور پر) ان پر حرام کر دیں۔ اور یہ اس لئے بھی ہوا کہ وہ اللہ کی راہ میں (یعنی نازل کردہ مستقل قدروں کے قیام واستحکام کی راہ میں) بہت زیادہ رکاوٹیں پیدا کرتے تھے۔

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾

161- (یہ ضرورت مندوں کی مدد کرنے کی بجائے ان کی ضرورتوں اور مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے) اور ربوٰ لیتے تھے (یعنی یہ انہیں قرض دیتے تھے تو اصل سے زائد واپس لیتے تھے) حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا۔ اور یہ انسانوں کا مال ناجائز طریقوں سے ہڑپ کر جاتے تھے۔ (اس وجہ سے بھی انہیں سزا میں مبتلا کیا گیا)۔ اور ہم نے ان

میں سے کافروں کے لئے عذابِ الیم تیار کر رکھا ہے یعنی ایسا عذاب جس میں میسر آئی ہوئی مسرتیں اور خوشگواریاں بے مسرت ہو کر غم والم میں بدل جاتی ہیں۔

لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ۧ ﴿۱۶۲﴾ ع 22 10 2

162- البتہ ان میں سے ایسے لوگ (بھی ہیں) جنہوں نے (غور وفکر اور تحقیق سے) اپنے علم میں پختگی حاصل کر لی ہے اور وہ نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کرنے والے ہونے کی وجہ سے جو (اے رسولؐ) تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا، اُس (تمام کو) تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور نظامِ صلوٰۃ کے قیام کے لئے اور زکواۃ کی ادائیگی کے نظام (کے لئے مصروفِ جدوجہد رہتے ہیں)۔ اور وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہیں، تو وہ وقت دُور نہیں جب ایسے لوگوں کو ہم ایسا صلہ دیں گے جو عظمت یافتہ ہوگا۔

اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ كَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ۚ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ ﴿۱۶۳﴾

163- (اے محمدؐ) یہ حقیقت ہے کہ ہم نے تمہاری طرف وحی کی ہے جیسے ہم نے نوح کی طرف اور اس کے بعد (دوسرے) نبیوں کی طرف وحی کی تھی۔ اور ہم نے ابراہیم واسماعیل اور اسحاق ویعقوب اور (ان کی) اولاد (میں سے جو نبی تھے ان کی طرف وحی کی)۔ اور عیسیٰؑ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی تھی۔

(**نوٹ**: اوحینا کا لفظ الوحی سے اخذ کیا گیا ہے۔ اور اس کا مادہ (و ح ی) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب: اشارہ جس میں تیزی اور سرعت ہو۔ الوحی کے معنی کتابت یعنی لکھنا بھی لیے جاتے ہیں۔ اوحٰی کے معنی حکم کرنا۔ امر کرنا بھی لیے جاتے ہیں۔ لیکن جب اللہ کسی رسول کی طرف وحی کرتا ہے تو اس کی نوعیت صرف رسول جانتا ہے کہ اس کی شکل یا احساس کیسا ہوتا ہے جو نا قابلِ اظہار ہے۔ البتہ اس کا ایک اظہار وہ پیغام ہوتا ہے جو انسانوں کو دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جیسے کہ اگلی آیت 4/164 میں کہا گیا ہے کہ اللہ نے موسیٰؑ سے کلام کیا، تو اس کلام کی نوعیت بھی صرف وہی رسول جانتا ہے جس سے اللہ کلام کرتا ہے۔ وحی کی اور اللہ کے کلام کرنے کی سچائیوں کی شکل ونوعیت عقلِ انسانی سے باہر ہے)۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَكْلِیْمًا ۚ ﴿۱۶۴﴾

164- اور یہ بھی حقیقت ہے کہ (ہم نے کئی ایسے) رسولوں (پر بھی وحی کی) جن کے قصے ہم (اس سے) پہلے تمہیں سنا

چکے ہیں۔ اور کئی ایسے رسول بھی ہیں جن کے قصے ہم نے تمہیں نہیں سنائے۔ اور (خود یہودیوں کے رسول) موسیٰ سے اللہ نے کلام کیا (اور احکام وقوانین کے بارے میں) گفتگو کی۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝١٦٥

165- (یہ تمام) رسول (اس لیے بھیجے گئے تاکہ وہ لوگوں کو) بتلائیں کہ اللہ کے احکام وقوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے کے کیا کیا خوشگوار وحسین اور پرمسرت نتائج مرتب ہوتے ہیں (مبشرین) اور یہ آگاہی دیں کہ ان کے خلاف عمل کرنے سے کیا کیا تباہیاں پیدا ہوتی ہیں اور عذاب ملتے ہیں (منذرین)۔ اور یہ رسول (اس لئے بھیجے گئے) تاکہ انسان اللہ پر یہ الزام نہ لگاسکیں کہ (ہمیں صحیح راستہ تو بتایا نہیں گیا اور تباہیاں اور عذاب یونہی مسلط کردیے گئے) اور اللہ وہ ہے جو لامحدود غلبے کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدوں کے پیشِ نظر فیصلے کرنے والا ہے۔ (لہٰذا وہ اندھادھند غلبہ اور عذاب طاری کرنے والا نہیں ہے)۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝١٦٦

166- (چنانچہ اے رسولؐ! اب وہی دین علم وبصیرت کی بنیادوں پر تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے) لہٰذا، اس پر خود اللہ کی شہادت موجود ہے کہ جو اُس نے تمہاری طرف نازل کیا وہ اپنے لامحدود علم سے نازل کیا۔ اور فرشتے بھی گواہ ہیں (کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کے لامحدود علم پر مبنی قوانین کے مطابق سرگرمِ عمل ہے، 57/1)۔ اور (ہر حقیقت کے لئے صرف) اللہ کی شہادت ہی کافی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝١٦٧

167- چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کرکے سرکشی اختیار کرلی اور (انسانوں کو) اللہ کی راہ اختیار کرنے سے روکتے رہے (یعنی انسانوں کو نازل کردہ مستقل اقدار کے قیام واستحکام سے روکتے رہے) تو یقیناً وہ ایسی غلط راہ پر چل پڑے جو نہیں (اطمینان دینے والی) درست راہ سے دُور سے دُور تر کرتی چلی جاتی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝١٦٨

168- اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے کفر کیا (یعنی جن لوگوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کرکے سرکشی اختیار کرلی) اور وہ ظلم کرتے ہیں یعنی وہ دوسروں کے حقوق میں کمی کرکے یا ان سے انکار کرکے اور جبروتشدد کرکے زیادتی وبے انصافی کرتے رہے تو اللہ ان کو قطعی طور پر اپنی حفاظت میں نہیں لے گا اور نہ ہی ان کی ان

طریقوں کی طرف رہنمائی ہوگی (جوانہیں اطمینان بھرے نتائج دینے والے ہوں گے)۔

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾

169-(اور اگر انہیں کوئی طریقے میسر آئیں گے تو) صرف وہ طریقے جو انہیں جہنم میں لے جائیں گے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ اور اللہ پر ایسا کرنا بہت ہی آسان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧٠﴾

170-اے نوعِ انسان! اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ یہ رسول (یعنی محمدؐ) تمہاری طرف صرف سچائیاں ہی سچائیاں (لے کر آیا ہے)۔ لہٰذا، تم اپنی بہتری کے لئے اس پر ایمان لے آؤ۔ اور اگر تم تسلیم کرنے سے انکار کردو گے تو (یاد رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یقیناً وہ اللہ ہی کا ہے اور اللہ لامحدود علم کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدوں کے پیشِ نظر فیصلے کرنے والا ہے۔ (چنانچہ خود سوچو کہ اللہ کی آگاہی سے انکار کر کے تم صرف اپنا ہی نقصان کرو گے اور اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکو گے)۔

وقف النبی

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ قف وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ع ﴿١٧١﴾

23 ع 9 3

171-(اللہ یہ آگاہی دے چکا ہے کہ یہ قرآن وہی وحی ہے جس کا کچھ حصہ لوگوں کو دیا جاتا رہا 4/51، اور یہ وحی شروع سے انبیاء پر نازل ہوتی رہی۔ اور یہ وحی ثابت کر رہی ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے اپنے دین کو اپنی اپنی خواہشات کے مطابق ڈھال رکھا ہے۔ لہٰذا) اے اہلِ کتاب! تم اپنے دین میں (نازل کردہ سچائیوں کے بارے میں مت مبالغے کرو۔ اور) مت حد سے آگے بڑھو۔ اور اللہ پر جو کچھ کہو وہ سوائے سچ کے کچھ اور نہیں ہونا چاہیے۔ (اور اللہ کی نازل کردہ سچائی کو اس کے صحیح مقام پر رہنے دو۔ کیونکہ مسیحؑ کے متعلق یہودیوں نے اور عیسائیوں نے عجیب وغریب اعتقادات قائم کر رکھے ہیں) حالانکہ مسیح عیسیٰ ابنِ مریم اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ اللہ کا ایک رسول اور اس کا ایک قول تھا جس کے متعلق مریم کو بتا دیا گیا تھا اور اس سے یہ روح تھی (یعنی عیسیٰؑ اللہ کے حکم کے مطابق ایک بندے کی حیثیت سے 4/172، مریم کے بطن میں تخلیق کیا گیا اور 17/85 کے مطابق روح، امرِ ربی سے ہے یعنی اللہ کے حکم سے

ہے)۔ لہٰذا، تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور مت کہو کہ تین ہیں (یعنی اللہ کو تین میں تقسیم نہ کرو یعنی اپنے تثلیث کے عقیدے سے) باز آجاؤ کیونکہ یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے۔ اور اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ صرف ایک اللہ ہی پرستش واطاعت کے لائق ہے۔ اور وہ اس سے بہت بلند ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو (اس لئے کہ اسے کسی سہارے کی ضرورت ہی نہیں) کیونکہ زمین وآسمان میں جو کچھ ہے وہ اسی کا ہے۔ اور اللہ ہی کارسازی کے لئے کافی ہے۔

لَنۡ یَّسۡتَنۡکِفَ الۡمَسِیۡحُ اَنۡ یَّکُوۡنَ عَبۡدًا لِّلّٰہِ وَلَا الۡمَلٰٓئِکَۃُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ؕ وَمَنۡ یَّسۡتَنۡکِفۡ عَنۡ عِبَادَتِہٖ وَیَسۡتَکۡبِرۡ فَسَیَحۡشُرُہُمۡ اِلَیۡہِ جَمِیۡعًا ۝۱۷۲

172- مسیح کو اس سے ہرگز عار نہیں کہ وہ اللہ کا بندہ غلام واطاعت گذار ہے اور نہ ہی اللہ کی قربت رکھنے والے فرشتوں (کو اس سے کوئی عار ہے)۔ اور جو کوئی اللہ کی پرستش وغلامی سے عار محسوس کرے اور تکبر کرے تو وہ ایسے تمام لوگوں کو بہت جلد اپنے پاس جمع کرلے گا (تب انہیں معلوم ہوجائے گا کہ انہیں کن نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے)۔

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَیَزِیۡدُہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِیۡنَ اسۡتَنۡکَفُوۡا وَاسۡتَکۡبَرُوۡا فَیُعَذِّبُہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۙ۬ وَّلَا یَجِدُوۡنَ لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ۝۱۷۳

173- لہٰذا، جن لوگوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرکے اطمینان وبے خوفی کی راہ اختیار کرلی اور ایسے کام کرتے رہے جو سنورنے سنوارنے والے تھے تو وہ انہیں اس کا پورا پورا صلہ دے گا اور اپنی فضیلتوں سے انہیں مزید نواز دے گا۔ اور (ان کے برعکس) وہ لوگ جنہوں نے (اللہ کی سچائیوں کو تسلیم کرنے سے) عار محسوس کی اور تکبر کیا تو وہ انہیں عذابِ الیم دے گا۔ اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا نہ تو کوئی دوست پائیں گے اور نہ ہی کوئی مددگار (حاصل کرسکیں گے)۔

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمۡ بُرۡہَانٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ نُوۡرًا مُّبِیۡنًا ۝۱۷۴

174- اے نوعِ انسان! یہ حقیقت ہے کہ تمہارے پاس تمہارے نشو ونما دینے والے کی طرف سے دانش بھری دلیل آچکی ہے (یعنی یہ قرآن آچکا ہے)۔ اور (اے رسولؐ) ہم نے تمہاری طرف ایسا نُور نازل کیا ہے جو واضع اور شفاف ہے (یعنی روشنی کو دیکھنے کے لئے کسی اور روشنی کی ضرورت نہیں۔ اور اس نُور نے ہر حقیقت کو واضح کردیا ہے۔ اس کے مطابق عمل کرنا یا نہ کرنا تمہارے اپنے اختیار میں ہے18/29)۔

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَاعۡتَصَمُوۡا بِہٖ فَسَیُدۡخِلُہُمۡ فِیۡ رَحۡمَۃٍ مِّنۡہُ وَفَضۡلٍ ۙ وَّیَہۡدِیۡہِمۡ اِلَیۡہِ صِرَاطًا

مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾

175- لہٰذا، جولوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس (ایمان) کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو وہ وقت دور نہیں (جب اللہ) انہیں اپنی رحمت اور اپنی فضیلتوں میں داخل کرلے گا۔ اور ان کی رہنمائی ایسے درست راستے کی جانب کر دے گا جو اطمینان بھری منزل کو جاتا ہے۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع 24 5 4

176- (ان صداقتوں کی آگاہی کے ساتھ ساتھ، اے رسولؐ!) لوگ تم سے کلالہ کے بارے میں تازہ و توانا علمی آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں (کہ وراثت کے حوالے سے مزید بتایا جائے کہ کلالہ کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی۔ چنانچہ) کہہ دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں اس اٹل حکم کی آگاہی دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص فوت ہو جائے جو بے اولاد ہو مگر اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لئے اس (مال) کا آدھا ہے جو اس نے چھوڑا ہے۔ اور (اگر اس کے برعکس بہن کلالہ ہو تو اس کے مرنے کی صورت میں اس کا) بھائی وارث ہوگا اگر اس (بہن) کی کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر (کلالہ کی موت پر) دو (بہنیں وارث) ہوں تو ان کے لئے اس (مال) کا دو تہائی (حصہ) ہے۔ جو اس نے چھوڑا ہے۔ اور اگر (مرنے والے کلالہ کے) چند بھائی بہنیں مرد اور عورتیں (وارث) ہوں تو پھر ہر ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہوگا۔ یہ (احکام) اللہ تمہارے لئے کھول کر بیان کر رہا ہے تاکہ تم بھٹکتے نہ پھرو اور اللہ ہر شے کے بارے میں مکمل علم رکھنے والا ہے۔

(**نوٹ**: وراثت کی یہ تقسیم بھی قرضہ کی ادائیگی اور وصیت پوری کرنے کے بعد ہوگی، 4/12)۔